خُلقِ عظیم

پُر کیف اور دِل آویز نعتوں کا مجمُوعہ

ظفر جنکپوری

دار العلوم رسبیل السلام حیدرآباد

خُلقِ عظیم

پُر کیف اور دِل آویز نعتوں کا مجموعہ

ظفر جنکپوری

دار العلوم رسبیل السلام حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	خلقِ عظیم (نعتیہ کلام کا مجموعہ)
نام شاعر	:	مولانا سید عبدالعزیز قاسمی ظفر جنکپوری
طبع اول	:	شوال ۱۴۲۳ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۲ء
تعداد	:	گیارہ سو
صفحات	:	۱۵۶
قیمت	:	۸۰ روپے — Rs. 80/-

ناشر:

دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد (الہند)

DARUL ULOOM SABEELUS SALAM, HYDERABAD - 500 005
A.P. INDIA
Tel: 0091-40-24440450 TeleFax: 0091-40-24441835, 23203668
Email: marhaba@hd2.dot.net.in

ملنے کے پتے:

- ظفر جنکپوری، مسجد خواجہ پیر، فرینڈس کالونی، نئی دہلی فون: ۲۶۳۱۸۶۹۱۔
- غالب اکیڈمی، بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳۔ فون: ۲۴۳۵۱۰۹۸۔
- انجمن ترقی اردو، اردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶۔
- قدسیہ منزل ۱۷۲/۶ ذاکر نگر، نئی دہلی ۲۵۔ فون: ۲۶۳۲۶۳۸۶۔
- ادارۂ اشاعتِ دینیات، بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳۔
- کتب خانہ عزیزیہ، اردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶۔ فون: ۲۳۲۶۶۴۲۲۔
- ادارہ نادی المصنفین، شاہی محلہ، کلٹی، ضلع بردوان، مغربی بنگال۔
- المکتبۃ الندویۃ، ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
- سراج العلوم حشمت پیٹھ، سکندرآباد (اے پی) فون: ۲۷۷۵۵۷۸۶۔
- ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد (اے پی) فون: ۲۴۵۲۳۰۱۱۔

اِنتساب

ادب شناس، ادب نواز

اور

درسگاہِ علومِ نبوی

"دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد"

کے بانی وناظم

محترم مولانا محمد رضوان القاسمی

کی محبتوں کے

نام

خلقِ عظیم

ظفر جنکپوری قاسمی

○

بخششِ کبریا ہے خلقِ عظیم
صدق کا آئینہ ہے خلقِ عظیم

ہیں بہت سی صفاتِ شاہِ اُمم
سب سے لیکن سوا ہے خلقِ عظیم

○

باسمہٖ تعالیٰ

سنِ تاریخ خُلقِ عظیم

مُصنّفہ

سید عبدالعزیز ظفر جنکپوری القاسمی

گلدستۂ نورِ رحمت

۵۱۹ + ۲۵۶ + ۶۴۸ = ۱۴۲۳ھ

قطعۂ تاریخ

از نتیجۂ فکر، ظفر جنکپوری قاسمی

لہلہا تا شجرِ خُلقِ عظیم
سرمدِ دیں کی ثنا و مدحت
بہرِ تاریخ اشاعت اَے ظفر
کہدو گلدستۂ نورِ رحمت

۵۱۹ + ۲۵۶ + ۶۴۸ = ۱۴۲۳ھ

باسمہٖ تعالیٰ

سنِ تاریخ خُلقِ عظیم

مُصنّفہ
سید عبدالعزیز ظفر جنکپوری القاسمی

ماہرِ خُلقِ عظیم

۲۰۰۲ء = ۱۷۵۰ + ۲۵۲

قطعۂ تاریخ

از نتیجۂ فکر، ظفر جنکپوری قاسمی

اللہ اللہ، جاذبِ قلب و نظر　　کس قدر ہے خوب رُو، خُلقِ عظیم
یہ حسیں گلدستہ، نعتوں کا ظفر　　ہے درخشاں، چار سُو، خُلقِ عظیم

بالیقیں ہے، صفحۂ قرطاس پہ
جلوہ گر یہ، ماہ رُو خُلقِ عظیم

۲۰۰۲ء = ۱۷۵۰ + ۲۵۲

فہرست

○ حرفے چند	مولانا محمد رضوان القاسمی	۱۲
خلقِ عظیمؐ — احساسات و تأثرات:		
○ عطیۂ خداوندی	مولانا سیّد انظر شاہ کشمیری	۱۵
○ کیف پرور و نشاط آفریں	مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندویؔ	۱۹
○ گلہائے عقیدت و محبّت	مولانا سعید احمد پالنپوری	۲۰
○ پاکیزہ خیالات	مولانا ریاست علی بجنوری	۲۱
○ شاعری کا شاہکار	مولانا عبداللہ مغیثی	۲۲
○ قیمتی سرمایہ	مولانا محمد ولی رحمانی	۲۴
○ عشقِ نبویؐ کی چاشنی	مولانا محمد عبداللہ طارقؔ	۲۵
○ متاعِ قلب و نظر	مولانا عبدالخالق مدراسی	۲۷
○ بکھرے موتی	مولانا عبدالخالق سنبھلی	۲۹
○ دل آویز اور عطر بیز نعتیں	قاری ابوالحسن	۳۰
○ گلدستۂ سدا بہار	مولانا محمد اعجاز عرفیؔ	۳۳
○ دلکش انداز	ڈاکٹر کلیم احمد عاجزؔ	۳۴
○ **پیشِ لفظ**	قاضی ابرار کرتپوری	۳۷
○ **اظہارِ تشکّر**	ظفرؔ جنکپوری	۴۳
○ **خلقِ عظیم** (نعتوں کا سلسلہ)		۵۱ تا ۱۵۵

خُلقِ عظیمؐ

(نعتوں کا سلسلہ)

ترے جلوے بکھرے ہیں کُو بکُو، تیری شان جلّ جلالہٗ	۵۱
لم یُبد مثیلک فی زمن	۵۳
حشر میں ہوگا لرزاں ہر اک اِنس و جان،	۵۴
بیا در گلشنِ احمدؐ، کہ یابی صد قرار ایں جا	۵۵
ثنائے سرورِ عالمؐ سے جو مہکا دہن میرا	۵۶
دے کے ذرّوں کو ضیاء مہر درخشاں کر دیا	۵۷
سرورِ عالمؐ کا جب دُنیا میں چرچا ہو گیا	۵۸
سرورِ انبیاءؑ کا کیا کہنا	۵۹
شفیع المذنبین و رحمۃٌ لِلعالمین آیا	۶۰
غرّہ و ناز و تکبّر سب کا کٹ کر رہ گیا	۶۱
جب شہِ کون و مکاں شاہِ مدینہ آیا	۶۲
فخرِ دو عالم، محمدؐ محسنِ انسانیت	۶۳
بیاں کس سے ہو گا مقامِ محمدؐ	۶۴
دل و جاں سے ہم کو پیارا محمدؐ	۶۵
رحمتِ دو جہاں ہیں محمدؐ	۶۶
اللہ کی پہچان ہے عرفانِ محمدؐ	۶۷
کعبۂ جاں ہیں محمد، قبلۂ قلب و نظر	۶۸
یہ آرزو ہے دل میں، مدینہ کا ہو سفر	۶۹
اے بادِ صبا مجھ کو اَب سوئے حرم لے چل	۷۰
فروغِ کون و مکاں، جلوۂ جمالِ رسولؐ	۷۱
جادہ جادہ، منزل منزل	۷۲

یوں کائناتِ دل میں سمائے ہوئے ہو تم	۷۳
آپ کی طاعت، رب کی محبّت، صلی اللہ علیہ وسلم	۷۴
خلقِ سراپا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۷۶
دل میں ہے مرے ارماں، حسرت بھی ہے سینے میں	۷۷
اس شان سے طیبہ کی زمیں دیکھ رہا ہوں	۷۸
پرکیف مدینے کی فضا دیکھ رہا ہوں	۷۹
ترا در چھوڑ کر یہ تیرے دیوانے کہاں جائیں	۸۰
جہاں ہے رحمتِ عالم وہاں چلو تو چلیں	۸۱
دیکھوں گا شہرِ دیں کا دربار مدینے میں	۸۲
کلیمؑ طور پہ مہماں بنائے جاتے ہیں	۸۳
میں درود پڑھ کے شہرِ دل و جاں سجا رہا ہوں	۸۴
مچلتے رہتے ہیں ارماں، یہ رہ رہ کے سینے میں	۸۵
وسعتیں، پنہائیاں، گہرائیاں	۸۶
یہی سمجھا رہِ عشقِ نبی میں	۸۷
سکون پایا ہے زندگی نے رہِ خطر سے نکل گیا ہوں	۸۸
ابوالقاسم محمّد پیکرِ ایثار بیٹھے ہیں	۸۹
ابرِ کرم وہ بن کے فضاؤں پہ چھائے ہیں	۹۰
بسا ہے نظر میں دیارِ مدینہ	۹۱
آسماں پر جو کالی گھٹا چھا گئی	۹۲
عرب کی سرزمین پر ظلم کے بادل جو منڈلائے	۹۳
میسّر ہوں شہِ بطحا کی شفقت کے جسے سائے	۹۴
شفیع المذنبین ہو، رحمۃٌ لّلعالمین تم ہو	۹۵
شہِ کون و مکاں، محبوبِ حق، نورِ خدا تم ہو	۹۶
کونین کا بلند منارا تم ہی تو ہو	۹۷
میرے دلِ حزیں کی تمنّا تم ہی تو ہو	۹۸
ہیں کون و مکاں جس پہ نازاں تم ہی ہو	۹۹
پنہاں ہے میرے دل میں تمنّائے مدینہ	۱۰۰

محمد کا عالی مقام اللہ اللہ	۱۰۱
حاصل ہے مجھے قربتِ سلطانِ مدینہ	۱۰۲
تجھ پہ قربان دل و جان رسولِ عربیؐ	۱۰۳
سرورِ عالم پناہِ ما توئی	۱۰۴
شہِ دوجہاں کی دل سے مجھے جب بھی یاد آئی	۱۰۵
فیضِ نورِ خدا ہیں ہمارے نبیؐ	۱۰۶
محمدؐ نے ہدایت کی جہاں کو روشنی بخشی	۱۰۷
مقتدر، مفتخر ہیں ہمارے نبیؐ	۱۰۹
محمد مصطفےٰ ہیں شارحِ آیاتِ قرآنی	۱۱۰
جہانِ کون و مکاں میں آقا کوئی بھی تجھ سا حسین نہیں ہے	۱۱۱
ثانی کوئی دنیا میں محمدؐ کا نہیں ہے	۱۱۲
پیغامِ صبا جا کے دینا یہ قرینے سے	۱۱۳
مدینہ طیبہ اِک جلوہ گاہِ نورِ یزداں ہے	۱۱۴
نسیم آج مدینے سے ہو کے آئی ہے	۱۱۵
نسیم صبحِ بہار شاید ریاضِ بطحا سے آرہی ہے	۱۱۶
ان کو محبوبِ کبریا کہیئے	۱۱۷
امامِ انبیاءؑ کہیئے، حبیبِ کبریا کہیئے	۱۱۸
امّت پہ نگاہِ شہِ ابرار بہت ہے	۱۱۹
اہلِ دنیا سکوں پا گئے	۱۲۰
بہلا رہا ہوں دل کو خیالِ حضورؐ سے	۱۲۱
جب کبھی تذکرۂ فخرِ جہاں ہوتا ہے	۱۲۲
جب کہیں تذکرۂ ختمِ رسل ہوتا ہے	۱۲۳
ان کا روئے مبیں دیکھتے رہ گئے	۱۲۴
جہاں ہر شب میں ہوتا ہے شبینہ ہم بھی دیکھیں گے	۱۲۵
حرم کی سرزمیں کتنی حسیں ہے	۱۲۶
جب جہل کی تاریکی چھائی جب ظلم کے بادل منڈلائے	۱۲۷

خدا کا دیں ہوا رُونما مدینے سے ۱۲۸
خدا ہی جانتا ہے، مرتبہ جو مصطفٰے کا ہے ۱۲۹
دلوں پہ سرورِ عالم، شہِ دیں کی حکومت ہے ۱۳۰
زمیں سے آسماں تک روشنی معلوم ہوتی ہے ۱۳۱
سُرور و کیف کا عالم ہے ذوقِ نعت خوانی ہے ۱۳۲
کونین جلوہ گر ہیں جمالِ رسول سے ۱۳۳
کیا نور کا عالم ہے کیا جلوہ نمائی ہے ۱۳۴
لبوں پہ شہِ دیں کا نام آرہا ہے ۱۳۵
مجھے شاہِ بطحا کی یاد آرہی ہے ۱۳۶
محبوبِ خدا، خیرِ انام، اچھا لگے ہے ۱۳۷
نشانِ لوح و قلم عرش اور زمیں کے نہ تھے ۱۳۸
وہ خلقِ مجسّم ہے وہ ذاتِ نرالی ہے ۱۳۹
ہے تمنّا نبیؐ کے نگر جائیں گے ۱۴۰
زمیں آسماں چاند تاروں میں چمکے ۱۴۱
ہوئے ہیں کونین جس سے روشن، ۱۴۴
اے شہِ کون و مکاں، فخرِ رُسُل، خیرالوریٰ ۱۴۶
رحمتِ یزداں، شہ کون و مکاں، فخرِ جہاں ۱۴۷
رحمتِ ہر دو جہاں، فخرِ رُسُل، شاہِ زمن ۱۴۸
اے شفیع المذنبین، اے رحمۃٌ لّلعالمین ۱۴۹
اے شہِ کون و مکاں، پُرنور، خاصانِ رسول ۱۵۰
فخرِ دو عالم، محمد مصطفٰے، خیرالوریٰ ۱۵۱
ختمِ نورِ نبوت پہ لاکھوں سلام ۱۵۲
درود اس رحمتِ ہر دو جہاں فخرِ رسولاں پر ۱۵۳
سلام اس آمنہ کے لعل، اس محبوبِ یزداں پر ۱۵۴

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفے چند

نبیِ آخر الزّماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے مسلمانوں کو جو محبّت، عقیدت اور شیفتگی و وابستگی رہی ہے اور انہوں نے جس طرح آپؐ کے سوانح، حالات، ارشادات و فرمودات، حلیہ و شمائل، اخلاق و عادات اور معجزات کو محفوظ کر دیا ہے وہ تاریخِ عالم کا حیرت انگیز واقعہ ہے، ذکرِ حق کے بعد ذکرِ رسولؐ کو افضل ترین عبادت کہا گیا ہے کہ اس میں مخلوق ہی نہیں بلکہ خود خالقِ انس و جن بھی شریک ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" (الانشراح : ۴) (اور ہم نے آپؐ کا تذکرہ بلند کر دیا) اس آیتِ کریمہ میں ربِّ کریم نے رسولِ کریمؐ کے نام کو زندہ و تابندہ اور آپؐ کے ذکر کو اُونچا کرنے اور پھیلانے کی ضمانت دی ہے، گویا آپؐ صاحبِ رفعتِ شان ہیں اور آپؐ کی شہرت کو عمومیّت اور دوام حاصل ہے۔

—— بقول ظفر جنکپوری ؎

پرچمِ دینِ مُبیں جب شاہِ دیں لے کر اُٹھے
آپؐ کا عالم میں ہر سُو بول بالا ہو گیا

قرآنِ کریم میں جو "ذکر" آیا ہے اس میں آپؐ کی سیرت و تاریخ کے علاوہ آپؐ کے اوصاف و کمالات اور مقامات و خصوصیات سب شامل ہیں، کیونکہ "ذکر" کا قرآنی لفظ نہایت جامع ہے اور ان سب کو محیط ہے —— اس "ذکر" کے ساتھ آپؐ کے معاملہ میں احترام و محبّت کا درس بھی ملتا ہے (التوبہ : ۲۴) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجنے کی بھی ہدایت فرمائی گئی ہے (الاحزاب : ۵۲)

اِس ربّانی ہدایت کا نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے اَب تک محدثینِ عظام آپؐ کے فرمودات و ارشادات کی تشریح و توضیح اور اُدبا و شُعرا آپؐ کی مدح و توصیف میں مشغول اور اسے اپنی سعادت اور ذریعۂ مغفرت و نجات سمجھ رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دُنیا کا کوئی ایسا مسلم مُلک کسی دَور میں

ایسے شعراء سے خالی نہیں رہا جنہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں اس بہترین موضوع اور اس محمود و ممدوح ذات کی مدح و توصیف میں صرف نہ کی ہوں۔ پھر دورِ نبوّت سے بعض ممتاز صحابہؓ اور صحابیاتؓ سے لے کر آج تک ہر علاقہ کے معروف و مشہور شعراء اور شاعرات نے کم و بیش ہر زبان میں نعت کہہ کر اپنے محبوب نبیؐ کی بارگاہ میں اپنے قلبی جذبات اور عقیدت و محبّت کا نذرانہ بصد ادب و احترام پیش کیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ حلقۂ اسلام میں داخل نہ ہوتے ہوئے بھی بعض شعراء نے "تحفۂ نعت" آپؐ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اس میں آپؐ کے دَور کا نامور شاعر اعشیٰ ابن قیس کے ساتھ آپؐ کے شفیق و مہربان چچا ابوطالب شامل ہیں۔ یہ روایت عہد بہ عہد باقی رہی۔ فراق گورکھپوری کا یہ انداز دیکھئے:

انوارِ بے شمار معدود نہیں — رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام — وہ امّتِ اسلام میں محدود نہیں

ہری چند اخترؔ بھی کتنی اونچی سطح سے کس قدر بلند بات کہتے ہیں:۔

کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا — کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اسکے نام پر — اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم — منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم — اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
کہدیا لَاتَقْنَطُوْا اخترؔ کسی نے کان میں — اور دل کو سربسر محوِ تمنّا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات — اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
آدمیّت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

مختصر یہ کہ شعری اصناف میں "حمد اور نعت" دو اہم صنفیں ہیں جو اپنے اندر بڑی عظمت اور وسعت رکھتی ہیں، زیرِ نظر مجموعہ کا تعلق "نعت" سے ہے جس کے بارے میں عام طور پر اہلِ علم و تحقیق اور اصحابِ فکر و نظر کہتے ہیں کہ شاعری کی یہ مشکل ترین صنف ہے جس میں محبّت کو شریعت کے پُل صراط پر سے گذرنا

پڑتا ہے، بقول ماہر القادری مرحوم :-

ع اک سمت محبّت ہوتی ہے، اک سمت شریعت ہوتی ہے

"خلقِ عظیم" کے مصنف علم کی لذّت اور عمل کی حلاوت کے آشنا، بزرگوں کے فیض یافتہ، ماہرانِ شعر و سخن کے ہم جلیس، باذوق، پُرگو و کہنہ مشق شاعر مولانا ظفر جنکپوری محبّت اور شریعت کے ان دو طرفہ جلووں میں کامیابی کے ساتھ گذر رہے ہیں، اس لئے ان کا یہ حوصلہ ہے ؎

خدایا! نعت گوئی شغل ہو میرا بہر ساعت رہے نعتِ محمدؐ مصطفےٰؐ سے دِل مگن میرا

وہ یہ بھی کہتے ہیں ؎

اے ظفر جب ہو آپ کو توفیق بَر ملا نعتِ مصطفےٰؐ کہئے

ظفر صاحب کی اس ظفر یابی کو اہلِ نظر نے بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے توقع یہی ہے کہ یہ کتاب شوق کے ہاتھوں لی جائے گی، خوبیٔ قسمت کہ "دارالعُلوم سبیل السّلام، حیدرآباد" کو اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، اس درسگاہِ علومِ نبوّت میں الحمد للہ مختلف موضوعات پر کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع سے جاری ہے، شعری مجموعوں میں ایک مجموعہ ڈاکٹر کلیم عاجز کا "وہ جو شاعری کا سبب ہوا . . . ." اور دوسرا مجموعہ "اصلاحی اشعار" مرتب کردہ مولانا محمّد عبدالمنان صدّیقی سبیلی پہلے شائع ہو چکا ہے۔ اس طرح شعری مجموعوں میں یہ تیسرا ہے جس کی نسبت "دو عالم سے اعلیٰ خدا سے فقط کم" والے نبیؐ کے ساتھ ہے، اس نسبت سے اس مجموعہ کی عظمت خود بخود متعیّن ہو جاتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ دارالاشاعت کے ذمّہ داروں نے پہلے مجموعوں ہی کی طرح اس مجموعہ کی تہذیب و ترتیب میں اپنی خوش ذوقی کا ثبوت دیا ہے۔

جب میں یہ آخری سطریں لکھ رہا ہوں، دہلی سے زمانہ شناس شاعر ظفر جنکپوری یہ آواز دے رہے ہیں کہ ہر زمانے کے لوگوں تک میرا یہ پیام پہنچا دیجئے ؎

محفوظ رہوں گا ظفر رنج و بلا سے کافی ہے مرے واسطے دامانِ محمدؐ

۱۵ شوال ۱۴۲۳ھ
۲۰ دسمبر ۲۰۰۲ء جمعہ

محمّد رضوان القاسمی
(ناظم دارالعُلوم سبیل السّلام، حیدرآباد، الہند)

عطیۂ خداوندی

از: حضرت مولانا سیّد انظر شاہ کشمیری مدظلہٗ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند وقف

تقریر و تحریر، تصنیف و تالیف، اِنشاء و نگارش، خطابت و شاعری یہ خدا تعالیٰ کے عطیات ہیں بلکہ نعمت ہائے غیر مترقبہ ہیں اِن میں سے کوئی جوہر آپ میں ودیعت ہو تو مُصلّیٰ لیجئے اور لاتعداد سجدہ ہائے شُکر ادا کیجئے اِنسان اپنے مافی الضّمیر کو، گاہے تو اشاروں سے ادا کرتا ہے، بچہ ہے تو ٹوٹی پھوٹی زبان میں، جوان ہے اور الھڑ تو اپنے انداز میں، باسلیقہ وقرینہ ہے تو اپنے طرز میں، ادیب ہے تو نوکِ قلم سے، شجاعت کا مضمون ادا کرے گا تو شیروں کی دھاڑ، درندوں کی چیخ و پکار کے مہیب منظر پیش کرے گا، ماتم کدے کا نقشہ تیار کرے گا تو آہ و بکا، نالہ وشیون کے نعروں کی گونج، دماغوں کی چبھن اور دلوں کی خلش ثابت ہوگی، شبِ عروسی کے قصّے سُنائیگا تو عطر کی مہکار، پھولوں کا پھبن، مسرّتوں کے قہقہے، رقص و سُرور کے نغمے الاپے گا شاعر ہوگا تو تاج محل کا حسن اُبھارے گا، موسم بہار کا پرکیف منظر دکھائیگا، خزاں کے تاریک دور پُربلبل کی آہیں، پھُولوں کا مُرجھانا، درختوں کا پتجھڑ، اِس انداز میں پیش کرے گا کہ کبھی مجلس زعفران زار نظر آئیگی تو گاہے محفل گریہ و بکا کی آماجگاہ فارسی کا مشہور شاعر "رودکی" کے عہد کا بادشاہ دارالسلطنت سے نکلا اور تفریح گاہ میں پہونچ گیا یہاں عیش و عشرت نے ایسے قدم پکڑے کہ نہ بار سلطنت کا غم، نہ حکمرانی کے تقاضوں کی تکمیل، راجدھانی حال سے بے حال ہوگئی، لشکریوں کے دل ڈوب رہے ہیں ارکان سلطنت سر پیٹ رہے ہیں لیکن بادشاہ کو عیش کے حسین مناظر واپس ہونے کی اجازت نہیں دیتے تدابیر ناکام، کوششیں بے سود، آخر کار "رودکی" سے مدد لینا پڑی اس کا حزن آفریں کلام تیار ہوا پہلا شعر ہے ؎

بوئے جوئے مولیاں آید ہمیں ❊ یاد یار مہرباں آید ہمیں

اسی کو سنتے ہی حاکم وقت نے گھوڑے کی پشت پر چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا ملک کی راجدھانی میں جا پہنچا دیکھا چند اشعار نے وہ کچھ کر دکھایا جو وزراء کی دانش امراء کی جہد نہ کر سکی تھی فارسی کے مشہور شاعر حکیم "قاءانی" نے قصیدہ لکھا منظر کشی یہ کی ہے کہ پانی کے ذخیرے ہیں دریا، ندیاں، نہریں موسم بہار کا شباب ابر خوشگوار گھر کر محیط ہوا بارش کے قطرے پانی کی سطح پر گر کر بلبلے بن رہے ہیں اور بیٹھ رہے ہیں پہلا مصرعہ ہے۔ ؎

"زریزش سحابہا جابہا برآبہا" مجلس عیش و نشاط قائم ہے ایک ایک مصرعہ پر سامعین کی داد سے فضائے بسیط بھر چکی۔

دہلی کے مشہور شاعر مومن خاں کو ایک ہندو راجہ نے گراں قدر عطیہ بھیجا تو جواب میں مومن کے یہ اشعار تیار تھے۔

صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری
کثرتِ دُود سے سیاہ شعلہ شمع خاوری

ہر شعر بے نیازی کا آئینہ دار ہر مصرعہ کہنے والے کے استغنار کا ظہور تام، ہر لفظ سے عیاں کہ ایک ہی بارگاہ ہے رب ذُوالمِنَنْ کی جہاں کی داد و دہش کافی ووافی ہوگی، رہے راجے مہاراجے، شاہ اور شہنشاہ ان کے خزانے نہ ضرورتوں کی تکمیل نہ خواہشات کی توقیر کر سکتے ہیں!

شاعری اپنی ابتداء میں واردات کی محاکات تھی یا جذبات کی عکّاس، ہر شعر کو پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ؎

؎ اُنہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُنکی ؎

پھر اس سرمایہ پر بھی چھاپہ مارا گیا تو بلاوجہ کی سمع خراشی اور تکلیف دہ انداز کلام جو دلوں پر بار دماغوں پر بوجھ، کچھ کچھ اشعار آخری عہد کے شعراء کے یہاں دلوں پر دستک دیتے محسوس ہوتے ہیں البتہ متاخرین میں اصغر گونڈوی عام روش سے جدا ہجوم شعراء میں مستثنیٰ، یہ میں کہاں سے کہاں نکل گیا پھر باگ موڑتا ہوں اور اسپ بے لگام کو لگام کی تیاری یہ بارگاہ ربّ العزت میں نذرانہ عبدیت ہو تو حمد، جناب رسالت میں ہدیۂ عقیدت

ہو تو "نعت"، کسی والیٔ سلطنت کی شان میں ہو تو "قصیدہ"، محبوب سے ـــــ راز و نیاز ہو تو "غزل" یہ مصطلاحات شعراء ہیں لیکن انہیں سب سے زیادہ نازک بلکہ پل صراط نعت گوئی ہے قدم اِدھر سے اُدھر ہوا، اِعتدال نے ساتھ چھوڑا اِفراط عنا گیر ہوئی یا تفریط ہمسفر، تو نعت حَدِّ اَدَبْ سے نکل گئی مشہور ہے ع

با خدا دیوانہ باش، و با محمدؐ ہوشیار

خدائے ذوالجلال کے یہاں عقل کی رہنمائی، زبوں بختی و تہی دامنی کی علامت وہاں جنوں ہی درکار ہے اور باندازِ دیوانگی درِ کرم کو لپٹ جانا بلکہ جب تک حصول مقصد نہ ہو جنوں سامانیوں میں کمی نہ آئے، رہا معاملہ رسولؐ اجلّ و اعظم کا یہاں پہلے مرحلے پر حکم ہے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیؐ تحذیر ہے اور اس کی جانب ـــــ سے جو احکم الحاکمین ہے "ان یحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون" کہیں گستاخی کے نتیجہ میں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں احساس تک نہ ہو، بے ادبی تو یقیناً تحسینِ رسالتؐ کی شکن ہے یہاں سوئے اَدَبی بھی شگفتہ گلوں کے لیے مرجھانے کی تمہید ہے ایک ایسا کوچہ جس میں آنکھیں جھکا کر مؤدب انداز میں گزریئے ایسی شاہراہ جس پر مست خرامی جرم، سبک گامی ہنر، چھیڑ چھاڑ تعذیب با ادب و با ہوش منزل کو طے کیجئے تو خوبیٔ قسمت ہزار اختلاف سہی لیکن بریلوی منادکی وہ نعت جس میں مختلف زبانیں استعمال کی گئیں جہاں نعت کا شاہکار ہے محسوس ہوتا تھا کہ اب اس طرز کو نبھانا نہ کسی قادر الکلام کے بس میں نہ کسی نغمہ گو کی قدرت میں لیکن قدیر و قادر اپنی قدرتوں کے مرکز پر پوری طرح مستولی جہانِ تیرہ و تار میں آفتاب درخشاں کے طلوع کرنے پر بھرپور قدرت رکھتا ہے داد دیجئے معروف و کہنہ مشق شاعر مولانا ظفر جنکپوری قاسمی کو جنھوں نے اپنے پرمغز اشعار سے ہمیشہ محفلیں گرمائیں اور مجلسیں تازہ دم کیں۔ جن کی شاعری قافلوں کے لیے بانگِ رحیل جن کے شعر ٹھٹھرے ہوئے اِنسانوں کے لیے انتہائی چابک، انہوں نے وہ جامع و پرمغز نعتیں کہی ہیں، اس فیصلہ میں ہمیشہ کے لیے ترمیم پیش کردی ترمیم بھی جاندار و آب دار کہ ابھی شیخ سعدیؒ کا وہ شعر جاویدِ حقیقت ہے۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

قاسمی شاعر نے کروٹ لی، دماغ کو تازہ کیا دل عقیدتوں سے جھوم اُٹھا اور موئے قلم نعتیہ کلام کا مجموعہ بنام "خلق عظیم" تیار کیا ہے۔

"بے نظیر و بے عدیل، بے مثال و بے مثل"

نہ اس اظہار میں کوئی مبالغہ نہ اس تعریف میں کوئی اطراء امید ہے کہ یہ مجموعہ (خلق عظیم) ان کے لیے توشۂ آخرت، زادِ راہ اور فردوس اعلیٰ میں مع الصدیقین والصالحین ہمنشینی کا شرف بخشے گا، اچھا تو اب اجازت دیجئے اس دعاء کے ساتھ اللّٰھمّ لا فضّ فوہ۔

انا الاحقر الافقر
محمد انظر شاہ المسعودی الکشمیری
۲۹/۶/۱۴۲۱ھ

کیف پرور و نشاط آفریں

حضرت مولانا سیّد محمد رابع الحسنی الندوی صاحب مدظلہٗ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ و صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مسلمانوں کے لئے اپنے رسول سے محبت، ان کے دین کا بڑا جزو ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے: لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین۔ "تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہوگا جب تک یہ نہ ہو کہ میں اس کو اس کے والد اور بیٹے اور سارے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

مسلمانوں نے اس نعمت ربّانی کو حاصل کرنے کی برابر کوشش کی، گذشتہ تمام زمانوں میں مسلمانوں کے دلوں میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، برابر جاگزیں رہی ہے، جس کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا رہا ہے، اس اظہار کی ایک شکل نعتیہ اظہار خیال ہے، جس کا باعث ایک مسلمان کی اپنے رسول سے محبت ہوتی ہے اور یہی محبت ہے جو نعتیہ کلام کے سننے والے مسلمانوں میں اس کے سننے کا اشتیاق پیدا کرتی ہے اور اس کو مسرور بناتی ہے۔

نعتیہ کلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیک وقت دل و دماغ دونوں کو مسرور کرتا ہے، پھر ایک طرف شاعر اپنے نبی کی محبت میں، اپنے دل کی کیفیت کی ترجمانی کرنا چاہتا ہے، دوسری طرف سامعین اس کو اپنے اپنے دلوں کی ترجمانی سمجھتے ہیں اور اسی طرح یہ روحانی یعنی دین کی ایک کیفیت بن جاتی ہے، پیشِ نظر ایک کہنہ مشق و قدیم روایات کے حامل، باذوق و باصلاحیت قادر الکلام شاعر، مولانا سید عبدالعزیز صاحب ظفر جنکپوری، قاسمی کا نعتیہ مجموعہ کلام "خلق عظیم" ہے، جو موصوف کے دل کی دھڑکنوں سے تخلیق ہو کر، صفحاتِ قرطاس پر جلوہ نما ہے، راقم الحروف بصمیم قلب دُعا گو ہے، کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے اس کیف پرور و نشاط آفریں مجموعۂ کلام کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

حضرت مولانا سید محمد رابع الحسنی الندوی مدظلہٗ
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ و صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

گلہائے عقیدت و محبّت

از: حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری قاسمی مدظلہ العالی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم، امّا بعد! فخرِ موجودات، سرورِ کائنات صاحبِ لولاک، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی مدحت و منقبت اور نعت و صفت کا بیان اعظم قربات اور جزوِ ایمان ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احبّ الیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین یعنی ایمان کا کمال اسی وقت میسّر آتا ہے جب کائنات کے ذرّہ ذرّہ سے زیادہ محبوب، محبوبِ سبحانی ہو جائیں۔ اور محبّت اپنا رنگ مختلف انداز میں ظاہر کرتی ہے۔ ان مظاہر میں سے ایک مظہر نعت گوئی بھی ہے۔ دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں آپ ﷺ کی ہمیشہ توصیف و تعریف ہوتی رہی ہے۔ ہمارے معزز و محترم دوست بلکہ بزرگ حضرت مولانا سیّد عبدالعزیز ظفر جنکپوری قاسمی زید مجدہم و دامت برکاتہم نے بھی پوری زندگی اس وادیٔ سرسبز میں جاں پیمائی کی ہے اور بہترین آبدار موتی ذہن و فکر سے نکالے ہیں۔ موصوف کا مجموعۂ نعت "خلقِ عظیم" اب عرصہ دراز کے بعد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ قارئین کرام دیکھیں گے کہ کیسے جاندار اشعار میں حقِ نعت گوئی ادا کیا ہے۔ میں نے کہیں کہیں سے یہ مجموعہ دیکھا ہے۔ پوری طرح سے استفادہ اِن شاء اللہ طباعت کے بعد کروں گا۔

دست بدعا ہوں کہ بارگاہِ عالی میں اِن گلہائے عقیدت و محبّت کی پذیرائی ہو اور مصنّف زید مجدہم کے لئے ذخیرۂ آخرت ہو۔ (آمین)

حررہٗ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
خادم دارالعلوم دیوبند
۱۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

پاکیزہ خیالاتؔ

از: حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند

حامداً ومصلّیاً!

مولانا ظفرؔ جنکپوری قاسمی ایک قادرالکلام و کہنہ مشق غزل گو، فطری شاعر ہیں، پاکیزہ خیالات کو اشعار کے خوبصورت سانچے میں ڈھالنا اور عروسِ معانی کو موزوں الفاظ کا لباس عطا کرنا ان کا خصوصی کمال ہے، انہوں نے ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے، ہر بزمِ ادب میں شریک ہوئے ہیں اور اہلِ فن نے ان کے کمالِ فن کا اعتراف کیا ہے۔

شعر و سخن کی تمام اصناف میں دادِ تحسین حاصل کرنے کے بعد، ان کا میلانِ شعر کی سب سے نازک اور سب سے مقدّس صنف یعنی نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھ گیا ہے جسے ادبی زندگی کا صالح تر انقلاب کہنا چاہئے، اور اب وہ بے پایاں سرمستی و سرشاری اور بے نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلدستۂ نعت پیش کرکے، ادبی صلاحیتوں کو اُخروی سعادتوں کے لئے وقف کر رہے ہیں۔

راقم الحروف، موصوفِ محترم کے نعتیہ کلام کی اشاعت کے موقع پر اُن کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے کہ دنیائے ادب میں اُن کی نعتوں کا قبولِ عام، بارگاہِ رسالت مآب میں حُسن و قبول کی علامت ہے۔ خدا اُن کو اس طرح کی سعادتوں سے مالا مال کرنے کے لئے عمرِ طویل عطا کرے۔ آمین

ریاست علی غفرلہٗ
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند
۱۴ رمئی ۲۰۰۱ء

شاعری کا شاہکار

(از: مولانا محمد عبد اللہ مغیثی مہتمم جامعہ اسلامیہ عربیہ گلزار حسینیہ، اجراڑہ، میرٹھ)

اسلام کا طلوع ساری نوعِ انسانی کے لیے ایک پیغام انقلاب ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعِ انسانی کے ہر شعبۂ زندگی کو متاثر کیا۔ اور خاص طور سے زبان، بیان کو ادبِ اسلامی کے سانچے میں ڈھال دیا۔

دنیا کی بیشتر زبانوں میں نعت کا سلسلہ جاری ہے جس کا سرآغاز عہدِ نبویؐ سے جاکر ملتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی اس (ادبی سلسلہ) کی تقدیس کی علامت ہے "مجموعی طور پر حضورؐ کی ذاتِ والا صفات ہی نعت کا موضوع ہے" عہدِ صحابہؓ کے مشہور نعت گو شعراء میں حضرتِ حسّانؓ بن ثابتؓ انصاری کا نام نامی سرفہرست ہے۔ حضرتِ کعبؓ ابن زہیرؓ کا نام بھی سرفہرست آتا ہے۔ کعب ابنِ مالکؓ کا قصیدہ بُردہ فنِ نعت کا عدیم المثال شاہکار ہے۔ عربی کے علاوہ فارسی ادب میں بھی نعتوں کا درخشاں سلسلہ اپنے عروج پر ہے۔

نعت کا تسلسل عربی و فارسی کے واسطے سے اُردو میں منتقل ہوا۔

ہندوستان میں اُردو شاعروں نے خدا کی حمد، نبیؐ کی نعت کو اپنی سعادت اور نجاتِ اُخروی کا ذریعہ سمجھا۔

کم و بیش ہر شاعر نے ان دونوں پر طبع آزمائی کی لیکن نعت گوئی اپنی زندگی کا نصب العین بنا لینا یہ کم شاعروں کے حصّہ میں آیا ہے چونکہ نعت گوئی کے لیے محض شاعری کافی نہیں ہے اور نہ ہی شخصیت نبویؐ سے عشق محض نعت گوئی کا نقطۂ عروج ہے بلکہ اِن دونوں کے اِتصال و امتزاج کے علاوہ اِسلامی تاریخ، اسلامی عقائد،

قرآنی بصیرت، سیرت نبویؐ سے مکمّل واقفیت مقام نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر کامل دسترس کے ساتھ نبوّت اور اُلوہیّت کے دقیق فرق کا لحاظ بھی بے حد ضروری ہے۔

الحمدللہ! مولانا ظفر جنکپوری کو ان اقسام اور دقیق عمیق پہلوؤں پر مکمّل عبور و بصیرت حاصل ہے اسی وجہ سے ادبی دنیا میں ظفر جنکپوری کو حمد، نعت، قصیدہ، غزل تمام اصناف پر کامل دسترس حاصل ہے۔

مولانا سیّد عبدالعزیز القاسمی ظفر جنکپوری کی شاعری اسلامی تاریخ کا مکمّل ذخیرہ اور حبِّ نبویؐ کا صاف وشفّاف و مجلّٰی آئینہ ہے۔

اِن کے کلام کی پختگی پر اگر غالبؔ، ذوقؔ، اقبالؔ، مومنؔ، جگرؔ، جوشؔ زندہ ہوتے تو یقیناً وہ بھی داد تحسین پیش کرتے۔

مولانا ظفر کی زندگی بھر کی شاعری کا ایک بہتر ادبی، اسلامی، اخلاقی، سماجی، تاریخی شاہکار "خلق عظیم" کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پڑھئے، غور و فکر کیجئے، کلام دیکھئے اور مولانا موصوف کو داد بھی دیجئے۔ دعا بھی دیجئے۔ اور زندگی بھر یاد بھی رکھئے۔

مولانا موصوف شروع ہی سے میرے ہم سبق، مخلص دوست رہے ہیں۔ ان کی زندگی اپنے اکابر کے نقش قدم پر گامزن ہے وہ مسلک حق کے داعی ہیں۔ علماء کی زبان ہیں اور حقیقی اور "واقعی" شاعری کے ترجمان ہیں۔ حق تعالےٰ ان کی اس کاوش اور مخلصانہ محنت پر بے حد اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین۔

محمّد عبداللہ مغیثی
اجراڑہ، میرٹھ
۲۱ر جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ

قیمتی سرمایہ

حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب مدظلہٗ
خانقاہ مونگیر (بہار)

شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت جب لفظی پیکر میں سجائی جاتی ہے۔ تو نعت بن جاتی ہے، نعت گوئی کا جذبہ اور اس کی صلاحیت بہت بڑی نعمت ہے، خدا کا شکر ہے کہ یہ نعمت میرے محترم جناب مولانا سید عبدالعزیز صاحب ظفر جنکپوری قاسمی کے حصہ میں بھی آئی ہے ——— زبان و بیان پر اُن کی گرفت عمدہ ہے، علم دین کا سرمایہ ان کے ساتھ ہے، اور حُبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار دل اور یاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد زبان ان کی زندگی کا قیمتی سرمایہ ہے، ان کی نعتیں انہیں نعمتوں کا قالب جلیل وجمیل ہیں۔

میں نے ان کی چند نعتیں دیکھیں، جنھوں نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا، دل سے دُعا نکلی کہ خُدائے بزرگ و برتر ان کے جذبہ کو قبول فرمائے، زندگی میں بامراد اور آخرت میں کامیاب کرے اور عقیدت و محبت کے ان نقوش کو صدائے دوام بخشے (آمین یا رب العالمین)

محمد ولی رحمانی
۱۵/۷/۲۰۰۰ء نزیل دہلی

عشقِ نبویؐ کی چاشنی

از: حضرت مولانا محمد عبداللہ طارق صاحب مدظلہٗ
صدر ادارہ امور مساجد (ہند)

جس دل میں ایمان ہوگا اس میں لازماً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی ضرور ہوگی اور جب محبت ہوگی تو مشک کی طرح وہ مہکے اور ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، بس اس محبت رسولؐ کے منظوم اظہار ہی کا نام نعت ہے۔

اگر ہم اس میں سے منظوم کی شرط ہٹا دیں تو خود اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں کئی نعتیں کہی ہیں (اگرچہ قرآن مجید کا خود اپنا ایک نظمِ کلام ہے جو ہمارے شعری اوزان کا پابند نہیں) اس سے پہلی تمام آسمانی کتابوں میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔

اہلِ اسلام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا اظہار نثر و نظم میں ہمیشہ اور ہر دور میں ہوتا رہا، بلکہ "اہلِ اسلام" کی شرط بھی کوئی لازمی شرط نہیں ہے، غیر مسلم بھائیوں کی ایک بڑی تعداد ہے جس نے نہایت عظمت و احترام کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

علماء و مشائخ میں بہت سے ان حضرات نے بھی جذباتِ عشق نبوی سے بے اختیار ہو کر نعتیں کہی ہیں جو بحیثیت شاعر معروف نہیں ہیں جیسے سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ۔

ہمارے محترم کرم فرما حضرت مولانا سید عبدالعزیز ظفر جنکپوری قاسمی جو اس وقت اسّی کی عمر کو پار کر چکے ہیں اپنی نوجوانی ہی سے برابر حمد، نعت، نظم، غزل، قصیدہ، ہجو اور نہ

معلوم کس کس صنف سخن میں بڑی قدرت و مہارت کے ساتھ اشعار کہہ رہے ہیں اور جس کسی نے بھی دیکھنے کے لیے انکی کوئی بیاض یا کوئی منظوم تحریر مانگی اعتماد و سادگی کے ساتھ بے تکلّف دیدی اور لوگوں نے وہ دبالی یا ضائع کردی، کبھی کسی غیر ذمّہ دار کاتب کو کتابت کے لئے کوئی چیز دی اس نے ضائع کردی، فوٹو کاپی رکھنے کا مولانا نے کبھی اہتمام نہیں کیا۔

غرض مولانا کلام کہتے رہے اور اسی قلندرانہ مزاج سے بانٹتے رہے اور وہ ضائع ہوتا رہا، بہت سے نوخیز شعراء کو لکھ لکھ کر دیا جو انھوں نے اپنا بتا بتا کر لوگوں کو سنایا، آج اگر وہ تمام چیزیں محفوظ ہوتیں تو بڑے چند ضخیم دیوان ہوتے لیکن ——————

(شُد ہر چہ شُد) (جو ہوگیا اس میں بھی کوئی بہتری ہی ہوگی اِن شآء اللہ)

مولانا کی شفقت و کرم فرمائی سے جرأت پاکر کئی بار مولانا سے میں نے یہ بات کہی ہے کہ حضور سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت کہنے کے ساتھ ساتھ جو دنیا جہاں کے واہی تباہی لوگوں کے قصیدے بھی کہتے ہیں اس کی پاداش میں اب تک کا آپ کا وہ تمام کلام بار بار ضائع ہوتا رہا ؎

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

اب کم و بیش دو سال سے اوپر ہوئے ہیں مولانا نے کئی بار مجھے یقین دلایا کہ اب میں ایک عرصے سے لوگوں کی قصیدہ خوانی چھوڑ چکا ہوں۔

عشق و محبّت سے کوئی سینہ خالی نہیں ہوتا یہ اور بات ہے کہ کون کس سے محبّت کرتا ہے، لیکن خوش بخت اور نصیبہ ور ہے وہ سینہ جو کسی بھی درجے میں عشق نبوی سے بہرہ ور ہو اور سچی بات یہ ہے کہ جاندار نعت محض زبان دانی یا قدرت علی الکلام کے بل پر نہیں کہی جاسکتی، اس کے لئے عشق نبوی کی کچھ نہ کچھ چاشنی ضروری ہے۔

میں تقریباً تیس سال سے زیادہ عرصے کے پڑوسی اور بار بار ملاقاتوں کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ محترم مولانا ظفر جنکپوری قاسمی صاحب آل رسول ہونے کے ساتھ ساتھ عشق رسولؐ سے بھی بانصیب ہیں۔

محمد عبید اللہ طارق
۴ر جولائی ۲۰۰۱ء نئی دہلی

متاعِ قلب و نظر

از: حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی، مدرس استاد حدیث و ادب و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

جب سورۂ شعراء کی آیت: ۲۲۴، ۲۲۵، اور ۲۲۶ شاعروں کی مذمت میں نازل ہوئیں تو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں شعراء حضرت حسان ابن ثابتؓ، کعب ابنِ مالکؓ اور عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خوف الٰہی سے لرز اٹھے اور روتے ہوئے حاضرِ خدمتِ نبوی ہوئے اور اپنی تشویش بیان کی، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں تسکین دیتے ہوئے فرمایا کہ ——— تم وہ لوگ ہو جن کے بارے میں اس کے بعد ہی فرمایا گیا ہے: الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الخ (آیت ۲۲۷)

یہ سن کر انھیں اطمینان ہوگیا۔

اِدھر اُدھر کی بے مقصد شاعری کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں، البتہ بامقصد اسلامی شاعری کی تحسین و تائید خود دربارِ رسالتؐ سے ثابت ہے۔

مولانا سید عبدالعزیز ظفر جنکپوری قاسمی صاحب انھی تائید و توفیق یافتہ صف کے شعراء میں سے ہیں، آپ کے نعتیہ مجموعۂ کلام پر نظر ڈالنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کی شاعری دربارِ رسالت کے شعراء کی روایتوں کو آگے بڑھاتی نظر آتی ہے، شعر و شاعری سے متعلق چند روایتی اُمور کو برت کر کوئی بھی ذرا پڑھا لکھا، بلکہ بے پڑھا لکھا آدمی بھی اصنافِ شاعری میں سے کسی صنف میں کچھ بھی کہہ سکتا ہے اور وقتی واہ واہ بھی ہوسکتی ہے، مگر ایک عالم دین، قرآن و سنت کے رموز سے واقف ایک باعمل اور اعمالِ صالحہ سے آراستہ و پیراستہ شاعری کے رنگ و آہنگ کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ مولانا ظفر جنکپوری کا کلام پڑھ کر اور خود شاعر کی زبان سے سن کر سامع روحانیت کی کسی اور ہی دنیا کی سیر کرنے لگتا ہے۔

مجھے بے حد مسرت ہے کہ مولانا کا نعتیہ مجموعہ کلام "خلقِ عظیم" اب زیورِ طباعت سے مزین ہو کر نگاہ و قلب کے لیے متاع نور و سرور بن کر منظرِ عام پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ اسے قبولیتِ عامہ و تامہ عطا فرمائے اور اس مجموعے سے قارئین کو دماغی اور روحانی ہر طرح کا حظِ وافر عطا فرمائے، آمین

عبدالخالق مدراسی
اُستاذِ حدیث و ادب و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

بکھرے موتی

حامداً ومصلیاً ومسلماً وبعد!

قارئین کرام! اس وقت میرے سامنے جناب مولانا عبدالعزیز ظفر صاحب قاسمی جنکپوری کا ایک نعتیہ شعری مجموعہ "خلق عظیم" ہے جو عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہونے والا ہے، دراصل یہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، جو آیات کریمہ اور احادیث شریفہ میں اس سلسلہ کے جواہر پارے اور بکھرے ہوئے موتی ملے ان کو عمدہ لڑی میں پرو دیا ہے جس سے خلقِ عظیم کی ایک جھلک نمایاں ہوتی ہے اسی لئے اس کا نام خلق عظیم رکھا ہے، بندہ نے جستہ جستہ بعض نعتوں پر نظر ڈالی واقعتاً شستہ اور شائستہ محسوس ہوئیں اور پسند آئیں۔ محترم ظفر جنکپوری صاحب علمی حلقوں میں متعارف ہونے کے ساتھ ساتھ شعری دنیا میں بھی مشہور ومعروف ہیں، ان کا کلام نظر نواز ہوتا رہتا ہے اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ربّ رحیم کی ذات سے امید قوی ہے کہ یہ مجموعہ بھی پسند کیا جائے گا۔

ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

والسلام

خیرخواہ: عبدالخالق سنبھلی

مدرّس دارالعلوم دیوبند۔

۱۴۲۲/۳/۴ھ

دل آویز اور عطر بیز نعتیں

از: حضرت مولانا قاری ابو الحسن صاحب اعظمی مدظلہٗ صدر القرّاء دار العلوم دیوبند

نعت (ف) کے معنی ہیں تعریف کرنا، بیان کرنا۔ شعر و سخن کی زبان میں "پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و توصیف بیان کرنا، نعت کہلاتا ہے۔ نعت گوئی کی ابتدا کب سے ہے؟ سبحان اللہ، اللہ ربّ العزّت نے اپنے رسولؐ اور حبیبؐ کی خود تعریف و توصیف کی ہے، ارشاد ربّانی ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (سورۃ الم نشرح آیت ۴) "اور بلند کیا ہم نے مذکور تیرا"

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) "اور ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا" وغیرہ آیات سے صاف ظاہر ہے کہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ براہِ راست اللہ رب العزت سے ملتا ہے، جس فن اور جس صنفِ سخن کی تاریخ اتنی عظیم الشان ہو اس صنف کی عظمت اور اس سے تعلق رکھنے والے نعت گو شاعر کی عظمت کے کیا کہنے۔ اسی لیے روئے زمین پر سب سے مقدس جماعت، حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ایک خاصی تعداد مدّاح رسولؐ کی آتی ہے، جن میں خاص طور پر سب سے زیادہ شہرت ملی شاعرِ رسولؐ حضرت حسّان بن ثابتؓ، حضرتِ عبد اللہ بن رواحہؓ اور حضرتِ کعب بن زُہیر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو، پھر یہ سلسلہ دورِ صحابہؓ سے دورِ حاضر تک برابر جاری ہے اور تا قیامت ایسے ہی جاری رہے گا۔

اللہ ربّ العزّت نے چونکہ اپنے حبیبؐ کو "رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" کے خطاب و لقب سے ملقّب کیا ہے، اس لیے مسلمان کے ساتھ غیر مسلم شعراء بھی نعت گوئی کے صف میں

ادب کے ساتھ ہاتھ باندھے نظر آتے ہیں۔

نعت گوئی دیگر اصناف شاعری جیسی صنف نہیں ہے کہ زبان و بیان کا سلیقہ آجانا کافی ہو جائے، یہ بڑا ہی باریک اور نازک فن ہے، اس کی حدود و قیود سے ایک سرِ مو بھی اگر انحراف ہوا تو عبادت اور ثواب کی بجائے عذاب گلے لگ جاتا ہے، اسی لیے ہر زمانہ میں شعراء نے بہت پھونک پھونک کر اس میدان میں قدم رکھنے کی کوشش کی ہے، عقیدہ کی درستگی کے ساتھ ایک معتد بہ مقدار میں دینی علم بھی نہایت ضروری ہے۔ نعت گوئی کے لیے صحیح عقیدہ اور علم یہ دونوں اہم بازو اور ید ہیں جن کے پاس ان میں سے کسی ایک کی کمی رہی وہ اس میدان میں پرواز سے قاصر رہے اور گردش ایام کے شکار ہو گئے۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ قدس میں نعت و سلام کا نذرانہ پیش کرنے والوں کا ایک زرّیں سلسلہ نظر آتا ہے، اس سنہری کڑی اور زنجیر کا ایک حلقہ اور ٹکڑا ہمارے محترم دوست جناب مولانا قاری عبدالعزیز صاحب ظفر جنکپوری قاسمی بھی ہیں، نہایت پاک وصاف عقیدہ، تمام حدود و قیود کے حامل محبت و عقیدت اور جیّد الاستعداد عالم اور باصلاحیت قاری ہونے کے لیے اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ آپ ایشیا کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے دورِ خیر القرون کے فاضل ہیں۔ آپ نے شعر و سخن کی اصناف میں سے ہر صنف میں کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گہری عقیدت و محبت کے جذبۂ صادق کے باعث بھلا دربارِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کرنے میں کیونکر پیچھے رہ سکتے تھے، چنانچہ اس سعادتِ عظمیٰ سے خود کو مسعود بنایا اور بارگاہِ رسالت میں ایسے ایسے گلہائے عقیدت کے نذرانے پیش کئے ہیں کہ انھیں پڑھنے والا ہر صاحبِ قلب و نظر اپنے دل میں سرور اور نگاہوں میں نور محسوس کرے گا۔

مولانا ظفر جنکپوری قاسمی صاحب کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کا اشہبِ فکر اُمّ الالسنہ عربی زبان اور شیریں زبان فارسی میں بھی یکساں رواں دواں رہتا ہے۔ ایسی ایسی دلآویز اور عطر بیز نعتیں، بزبان عربی و فارسی کہہ ڈالی ہیں کہ بے ساختہ

آپ کے فکرِ شعر گوئی کو ہدیہ سلام پیش کرنے کا شرف ملا ہے۔

صاف ستھری اور حدود و قیود کا مکمّل پابند رہ کر نعت گوئی سب کے بس کی بات نہیں، یہ بلاشبہ توفیقِ الٰہی اور فضل خداوندی پر مبنی ہے۔

ایسا شخص جسے اس کی توفیق ملی، لائقِ تحسین اور قابلِ صد مبارکباد ہے، مجھے مولانا جنکپوری قاسمی صاحب کے اس نعتیہ مجموعۂ کلام کی طباعت سے بیحد مسرّت ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ جلد زیورِ طبع سے مزیّن فرما کر ہم نیازمندوں کے لیے نکہت و نور کا سامان فرمائے، مولانا کو مکمل صحت و عافیت سے نوازے۔ آمین یاربّ العالمین۔

ع اللہ کرے زورِ فکر اور زیادہ!

نیازمند ابوالمحسن اعظمی
خادم التجوید والقرأت
دارالعلوم دیوبند۔
۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

گلدستۂ سدا بہار

از: حضرت مولانا محمد اعجاز صاحب عرفی قاسمی جنرل سکریٹری تنظیم علمائے ہند

دارالعلوم دیوبند نے جن اصحاب فضل و کمال کی تربیت کی، ارباب علم و عمل کو اپنی آغوش سے اُچھالا اور جو لوگ اس کی علمی فضا سے تحریر و قلم کے دھنی اور شعر و ادب کے اداشناس بن کر نکلے ان میں مشہور عالم دین معروف صاحب قلم اور خوش فکر باکمال شاعر حضرت مولانا سید ظفر جنکپوری قاسمی بھی ہیں جنھوں نے نصف صدی سے اسلامی افکار و خیالات کی تبلیغ کی، مدارس و جامعات میں علم کے خزانے لٹائے اور زبان و ادب کی خدمت کی، شعر و سخن کی محفلوں میں چھائے رہے ہر صنف سخن پر ماہرانہ طبع آزمائی کی زبان و اظہار کے مختلف مرحلوں سے گزرتے ہوئے نعت کی وادی میں محبت و عقیدت کے پھول برسائے اب عشق نبیؐ اُن کی زندگی کا مقصد اور مدحت رسولؐ اُن کی حیات کا نصب العین ہے اُنھیں مومنانہ جذبات و خیالات کا اعجاز ہے کہ 'خُلقِ عظیم' جیسی عظیم نعتوں کا مجموعہ ظہور پذیر ہوا، اس مجموعہ کے اشعار میں اسلامی احساسات اور محبت و عقیدت کی فراوانی ہے اور شریعت کے حدود و قیود میں رہتے ہوئے حضرت ظفر قاسمی نے شعر و ادب کے جو گل بوٹے کھلائے ہیں ان ہی جیسا باکمال اور اُستاد شاعر کا کرشمہ ہے۔

نعتوں کا یہ گل دستہ سدا بہار معطّر رہے گا اور اس کی خوشبو مدتوں ارباب ذوق محسوس کرتے رہیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہر حلقہ سے اس مجموعہ کی پزیرائی ہوگی۔

محمد اعجاز عرفی
معتمد ادارہ نادی المصنفین
مغربی بنگال

دلکش انداز

پروفیسر کلیم احمد عاجز، پٹنہ (بہار)

اس مختصر اور طویل زندگی میں ایک بات جو بہت زیادہ سمجھ میں آئی وہ یہ ہے کہ اگر ایک انسان اچھا ہے اگر وہ تاجر ہے تو اچھا تاجر ہے مزدور ہے تو اچھا مزدور ہے۔ ڈاکٹر ہے تو اچھا ڈاکٹر ہے۔ کاشتکار ہے تو اچھا کاشتکار ہے۔ حکمراں ہے تو اچھا حکمراں ہے۔ وہ جو کچھ ہے اچھا ہے۔ انسان خراب ہے تو وہ جو کچھ ہے خراب ہے یہ صرف اندازہ نہیں ہے بلکہ محاکمہ ہے اور یہ محاکمہ صرف ان سطروں میں نہیں ہے بلکہ اب تک میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ شاعری کی ہے، سوانح لکھی ہے تنقید لکھی ہے۔ سفرنامے لکھے ہیں۔ وہ اسی حقیقت کی دلیلیں ہیں، تشریحیں ہیں، تصویریں ہیں۔ اور الحمدللہ اس میں ایسی مہارت ہوگئی ہے کہ کوئی کتاب دیدو۔ اِدھر اُدھر دو ایک صفحات پڑھ کر۔ کسی انسان کے ساتھ دو چار گھنٹے رہ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب کیا حیثیت رکھتی ہے یہ انسان کیا خصوصیت رکھتا ہے۔ کسی کی دو چار باتیں سن کر دو ایک تقریریں سن کر یہ فیصلہ کرنے میں زیادہ دقت نہیں ہوگی کہ اس کا مرتبہ، اس کا معیار کیا ہوسکتا ہے۔ میں تماشائی بھی رہا اور تماشہ بھی بنا اور اسی میں عمر گزری ہے۔ کوئی بڑا کام تو آدمی نہیں ہوسکا، کوئی بڑا کام نہیں کرسکا مگر یہ تشفی ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے کسی پہلو کو ضائع نہیں کیا۔ جو گزاری اس کی کچھ محنت بھی وصول کی چاہے وہ قسمت دکھ دے گئی ہو یا آرام دے گئی ہو۔ میری زندگی کا کوئی پہلو بیکار نہیں گیا۔ منافع دل نے کیا ہو یا آنکھوں نے، مجھے ہر چیز نے بگاڑا کہیں بگاڑ کر بنایا بھی۔ مجھے اپنی کسی رائے پر اگر وہ رائے ظاہر ہوگئی ہو تو پچھتاوہ یا پشیمانی نہیں ہوئی۔ اللہ نے حفاظت فرمائی۔

میں نے حضرت مولانا ظفر جنکپوری قاسمی صاحب کو کچھ دیر کے لیے حیدرآباد میں دیکھا اور سنا۔ کچھ دیر دہلی میں دو ایک بار دیکھا اور سنا اور میرے دل نے فیصلہ کیا کہ مولانا سے

ملاقات نے، تعلق نے یا صحبت نے مجھے کچھ دیا اور جو کچھ دیا اس سے مجھے تشفی ہوئی، تسلی ہوئی، آسودگی ہوئی، اطمینان ہوا، نفع ہوا خسارہ نہیں ہوا۔ ایسا بہت کم ہوتا رہا۔ بیشتر خسارا کا احساس ہوتا رہا۔ خسارا نہیں تو بے فائدگی کا احساس ضرور ہوا۔ ہم دونوں کی مجموعی ملاقات شاید دس بارہ گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوئی ہوگی اِس مختصر ملاقات نے جو تاثر پیدا کیا وہ شاید برسوں میں بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسا خوش مزاج انسان، ایسا ہنس مکھ، عالم ایسا منکسر المطبع شاعر اور ایسا گداز دل نعت گو، ایسا کشادہ قلب، صدر تخلیق ایسا سخی میزبان میں نے کم دیکھا۔ یہ سب خرقات یکجا ہو سکتے ہیں مگر کسی شاعر میں ہو تو یہ معجزہ نہیں تو کرشمۂ قدرت ضرور ہے۔ شاعر کی حیثیت سے مولانا قطعی اکتسابی نہیں گرچہ یہ حکم اس عہد کے بڑے بڑے شاعروں کو لگ سکتا ہے جن کا نقلی تیور جن کی پیش بندیاں جنکی ادبی تہذیبی اقدار اور جن کا ترنم اُن کا بھرم رکھ لیتا ہے۔ مولانا تو اسی بے تکلفی سے شروع ہو جاتے ہیں اسی بے تکلفی سے اسے اعتماد، یقین اور ایسے دلکشا انداز میں بے ساختہ پڑھ دیتے ہیں جسے سننے والا ششدر و حیران رہ جاتا ہے۔ اُن کے کلام میں خواہ غزل ہو، نعت شریف ہو، ان کا دل بے حجاب بولتا ہے۔ اور وہی زبان سے نکلتا ہے جو ان کا دل کہنا چاہتا ہے۔ غزل بھی وہ محنت سے کہتے ہیں اور نعت بھی عقیدت سے کہتے ہیں ان دونوں کے ہوتے کسی اور چیز کی دستگیری یا دستکاری کی ضرورت نہیں۔ وہ مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ میں اس قابل نہیں کہ دعویٰ کر سکوں اللہ انہیں اور معتبر اور محترم بنائے نعت کے یہ اشعار یا اس قسم کے اشعار جو ان کے اس مختصر مجموعے میں آرہے ہیں میری ان سطروں کی بخوبی تائید کر سکیں گے۔

اس شان سے طیبہ کی زمیں دیکھ رہا ہوں
جیسے کہ یہیں خلدِ بریں دیکھ رہا ہوں
میں خود کو مدینے کی قریں دیکھ رہا ہوں
کیا منظرِ فردوسِ بریں دیکھ رہا ہوں

❊ ❊ ❊

نشانِ لوح و قلم عرش اور زمیں کے نہ تھے
فضا میں جلوے کسی اور مہ جبیں کے نہ تھے
عظیم آپؐ کا احساں ہے نوعِ انساں پر
کرم یہ آپؐ نہ کرتے تو ہم کہیں کے نہ تھے

⁂ ⁂ ⁂

یہی سمجھا رہ عشقِ نبیؐ میں ⁂ نہیں کچھ فاصلہ منزل رسی میں
جہاں کی ہر تمنّا چھوڑ دی ہے ⁂ تمنّائے رسولِؐ ہاشمی میں

۲۹/۱/۲۰۰۲ء

ڈاکٹر کلیم احمد عاجزؔ
امیر جماعتِ تبلیغ پٹنہ، بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

کہنہ مشق شاعر و مداحِ رسولؐ حضرت قاضی ابرار کرتپوری صاحب

برصغیر میں مختلف العقائد شعرا نعت کہنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ سب کا اپنا اپنا اسلوب ہے لیکن اسلوب کچھ بھی ہو ہم تمام عقائد سے بالاتر ہو کر اس سلسلہ میں ایسی نعتیں تخلیق کریں جن میں حضور سرورِ کائنات کی مدح و ثنا ان کی سیرتِ اقدس کے مختلف پہلوؤں کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ سامع پر اور قاری پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں۔ نعت اپنی حد میں رہے اور حمد یا منقبت کی حد میں نہ داخل ہو۔ ہر چند ان کی ثنا کما حقہٗ ممکن نہیں ہے۔ بہر حال اس سلسلے میں اس طرح ماننا بھی بہت ضروری ہے کہ

؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور سرورِ کائنات کی ذات والا صفات ہی ہے جس نے نوعِ بشر کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے واقف کرایا۔ اُس کا کلام قرآنِ کریم ہم تک پہنچایا۔ ہم انھیں کے ذریعہ ایمان سے سرفراز ہوئے۔ آپؐ تمام عالمین کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے اور ایسا ضابطۂ حیات پیش کیا جو تمام نوعِ بشر کے لیے شمع ہدایت ہے اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کا سب سے بڑا پیغام مساوات ہے۔ سب انسان برابر ہیں۔ اسلام سے پہلے عورت کو کوئی مقام حاصل نہ تھا، وہ غلام سمجھی جاتی تھی یا آلۂ تفریح۔ حضور سرورِ کائنات نے ہی عورت کو احترام کا درجہ دیا۔ زمانۂ جاہلیت میں تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا۔

کتاب ہٰذا بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت پر مشتمل مولانا سید عبدالعزیز ظفر جنپوری القاسمی، خطیب مسجد خواجہ پیر فرینڈس کالونی نئی دہلی کے نعتیہ کلام کا مجموعہ

ہے انھوں نے رسول کریمؐ کے ایک خصوصی وصف پر اس کتاب کا نام "خُلقِ عظیم" رکھا ہے اور اس میں شامل نعوت ظفر جنکپوری صاحب کی رسول کریم ﷺ سے عقیدت اور محبت کا منظوم اظہار ہے۔ مدحت رسول کریمؐ پر مبنی اس کتاب میں نعوت شریک ہیں۔

ظفر جنکپوری صاحب نے صاف ستھری نعتیں کہی ہیں، جن میں نعت کے صحیح نعت ہونے کا خیال رکھا گیا ہے۔ ظفر صاحب ہماری اردو شاعری کی ان روایات کے شاعر ہیں جو بزرگوں کے کلام سے مطابقت رکھتی ہیں یعنی ظفر صاحب روایتی لہجے کے علمبردار ہیں، انھوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں خوب خوب مدحت رسولؐ کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے ہوا ہے۔ اس کے بعد نعتیں ہیں اور آخر میں چند سلام رسولِ کریمؐ کی بارگاہ میں پیش کیے ہیں۔ حمد میں جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعریف کی گئی ہے وہیں ظفر صاحب اس کے کرم بے پناہ کی امید لیے فرماتے ہیں۔ ؎

مجھے ناز ہے ترے فضل پر ہے امید رحمت خاص سے
کہ رحیم تو ہے، رؤف تو، تری شان جل جلالہٗ

اور دوسری حمد میں انھوں نے وہی تمنا کی ہے جو ایک اللہ والا کر سکتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ "کل نفس ذائقۃ الموت" موت برحق ہے۔ مولانا ظفر صاحب کی آرزو خوب ہے۔

زباں پر ہو مرے وحدت کا کلمہ
جدا جب جاں ہو جسمِ ناتواں سے

رسولِ کریم سے محبت کرنا بھی آسان کام نہیں۔ ظفر صاحب فرماتے ہیں:

آپؐ کی اُلفت اللہ اللہ
جتنی آساں اتنی مشکل

رسول کریمؐ سے محبت ایک مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، جو آپؐ سے قلبی تعلق رکھتے ہیں ان کے لیے نسبتِ رسول ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے جس کا متبادل

کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

؎ نہ ہوتی گر شہِ بطحا سے نسبت
نہ ہوتا لطف کوئی زندگی میں
جہاں کی ہر تمنّا چھوڑ دی ہے
تمنائے رسولِ ہاشمی میں

اور جب رسولِ کریمؐ سے محبت ہو تو ان کے شہر کی عظمت اور وہاں کی کیفیات کو ایک صاحب دل اور محبّت کرنیوالا ہی سمجھ سکتا ہے اسے وہاں سب کچھ حاصل ہوگا ؎

بیا در گلشنِ احمدؐ کہ یابی صد قرار ایں جا
گل ایں جا، لالہ ایں جا، مژدۂ ہر نو بہار ایں جا
دلا برخیز کن پامال، صد عزّ و وقار ایں جا
پئے عشق شہِ دیںؐ کن گریباں تار تار ایں جا

رسولِ کریمؐ کی آمد سے پہلے کے زمانے کو زمانۂ جاہلیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس وقت لوگ اللہ اور رسول سے واقف نہ تھے۔ چنانچہ زندگی جہل اور عصیاں کا جیتا جاگتا مرقع تھی، آپؐ آئے تو زندگی کی بہاریں انسانوں کو نصیب ہوئیں۔ ؎

دے کے ذرّوں کو ضیا مہر و درخشاں کر دیا
رحمتِ عالم نے صحرا کو گلستاں کر دیا
ریگزاروں کو عطا کر کے بہارِ بیکنار
مشعلِ رشد و ہدایت سے چراغاں کر دیا

حضور سرورِ کائنات کا اسم گرامی ایک مسلمان کے لیے سب سے متبرک اور معتبر ہے۔ آپؐ نے جب تبلیغ دین کا اعلان فرمایا اور علی الاعلان تبلیغ شروع ہو گئی تو مشرکین نے آپ کو تکالیف دینے کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ کو مکّہ سے مدینہ ہجرت کا حکم ہوا۔ لیکن رفتہ رفتہ لوگ سمجھنے لگے اور اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ یہ بہت مشکل کام تھا لیکن رفتہ رفتہ اس میں آسانیاں بہم ہوتی گئیں، یہ صحیح ہے کہ

سیرتِ پاک کے سانچے میں بشر کا ڈھلنا
بالیقیں کارگہِ شیشہ گراں ہوتا ہے

یہ رسولِ کریمؐ کا عظیم کام ہے جو ہماری تاریخ اسلام کا حصہ ہے آپ نے ظلمتِ وقت کو اجالے میں تبدیل کر دیا۔ صحرا میں پھول کھلا دیئے، سچ کہا ہے۔ ؎

سرورِ عالم کا جب عالم میں چرچا ہوگیا
شمعِ ایماں جل گئی جگ میں اجالا ہوگیا
ظلمت شب چھٹ گئی نورِ سحر پیدا ہوا
دینِ حق دنیا میں ہر جانب ہویدا ہوگیا

مولانا ظفرؔ جنکپوری نصف صدی سے زائد عرصہ سے نگارِ سخن کے گیسو سنوارنے میں لگے ہوئے ہیں انھوں نے کئی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد آپ فکرِ سخن کی طرف راغب ہوگئے۔ ظفرؔ صاحب نے جس نہج پر تعلیم حاصل کی آج کے دور میں وہ طریقہ مفقود ہو چکا ہے۔ اب سے پچاس ساٹھ سال پہلے عربی فارسی تعلیم کی بنیاد ہوا کرتی تھیں ظاہر ہے کہ پھر اُردو زبان اس زمانے کے تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے آسان ترین ہوتی تھی۔ ظفرؔ جنکپوری نے عربی اور فارسی میں شاعری کی اور بہترین تخلیقات کیں۔ اُردو میں بھی آپ نے کئی کتب مختلف موضوعات پر لکھیں، انکی غزلیات میں بھی بلا کی پختگی اور بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔

نبی کریمؐ کی محبت میں سرشار انھوں نے مجموعہ ہٰذا "خلق عظیم" میں جو نعتیں کہی ہیں ان میں بڑی پختگی بلکہ استادی ہے۔ ظفرؔ صاحب نے مدتوں ریاض کیا ہے اپنے احساس کو فکر کی بھٹی میں تپایا ہے تب جا کر تخلیقات کندن بنی ہیں۔ میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا ظفرؔ جنکپوری کے چند منتخب اشعار قارئین کی خدمت میں پیش کروں۔

فروغ کون و مکاں جلوۂ جمالِ رسولؐ
بہار خلد بریں منظر خیالِ رسولؐ

خدا نے جن کو عطا کی ہے سرفرازیٔ عشق
زمیں سے اوجِ فلک تک بلائے جاتے ہیں

⁂

جب کبھی تذکرہ فخرِ جہاں ہوتا ہے
اس گھڑی صلِّ علیٰ وردِ زباں ہوتا ہے
ہے گرانمایہ وہ اک دولت پایندہ ظفرؔ
درد جو دل میں شہِ دیں کا نہاں ہوتا ہے

⁂

دل سے جو رہتے ہیں پابند شریعت ہر دم
مسئلہ ان کا بس اک آن میں حل ہوتا ہے

⁂

چلا تھا قتل کرنے جو انھیں، ایمان لے آیا
رسالت کا تصرّف ہے، یہ اعجاز محبّت ہے

⁂

وہی اُمتی ہے جس نے شہِ دوجہاں کی خاطر
کبھی جان وقف کردی، کبھی زندگی لٹائی

⁂

ہے روضۂ سرکارؐ پہ وہ کیف کا عالم
سرمستیٔ اربابِ وفا دیکھ رہا ہوں
اب میری نگاہوں میں ہیں کونین کے جلوے
تاحدِّ نظر نُورِ خدا دیکھ رہا ہوں

⁂

میں درود پڑھ کے شہرِ دل و جاں سجا رہا ہوں
مٹے ظلمتِ زمانہ وہ دیے جلا رہا ہوں

❊

شب و روز اسمِ آقاؐ ہے رواں مری زباں پر
ہے فروغ کیف و راحت میں سکون پا رہا ہوں

❊

درود اس رحمتِ ہر دو جہاں فخرِ رسولاں پر
سلام اس باعثِ کون و مکاں و نورِ یزداں پر

مری دعا ہے کہ ظفرؔ جنکپوری صاحب کا یہ مجموعۂ نعت "خلقِ عظیم" بارگاہِ خداوندی میں قبول ہو اور حضور سرورِ کائنات کی مسرّت کا باعث ہو نیز اسے خواص و عوام میں مقبولیت حاصل ہو۔ آمین۔ مبارکباد کے ساتھ

ابرارؔ کرتپوری
۱۲/۶ ذاکر نگر، نئی دہلی ۲۵

اظہارِ تشکّر

اپنے بارے میں کچھ لکھنا، اور وہ بھی اِس موقع پر، جب اپنی کتاب کے حوالہ سے لکھا جائے، مشکل ترین عمل ہے، کتابِ ہذا "خلقِ عظیم"۔ جو راقم الحروف کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے اس کتاب کو قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اور بایں عنوانِ عظیم جرأتِ خامہ فرسائی کرتے ہوئے قلم قاصر ہے، اور ذہن و فکر کشمکش و پیچ میں ہیں اور زاویۂ فکر و نگاہ حیرت زدہ ہیں، اولاً تو موضوعِ فکر و سخنِ نعت جو نہایت نازک و پاکیزہ عمل ہے دوسرے بزرگوں کے قول کے مُطابق، نعت کہنا پل صراط پر چلنے کے مُترادف ہے، بایں عنوان ذرا سی لغزش قعرِ مذلّت میں گرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ بقول شخصے

ع۔ با خدا دیوانہ باش، و با محمدؐ ہوشیار

نعت کہنا اور مدحتِ رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنا ممکن نہیں، تاہم اِک ذرّہ آفتابِ رسالت کی بارگاہ میں حسبِ توفیق خراجِ نعت پیش کرنے کی سعی کرتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ خدائے برتر جس ذاتِ گرامی و بزرگ ہستی کی خود تعریف کرتا ہو تو پھر یہ ذرّہ حقیر و بندۂ ناچیز اُس ذاتِ عالی وقار کی مدحت کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہے۔

محترم قاضی ابرار کرتپوری صاحب نے کیا خوب کہا ہے

ہے خدا پاک، خود مصنّفِ نعت
ہم تو تالیف کرنے والے ہیں

کجا یہ خاک اور کجا نعتِ پاک

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل ؛ نسیمِ صبح تیری مہربانی

کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے :

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبیست

مدح رسولِ کریمؐ، اللہ جل مجدہ کو مرغوب تر و پسندیدہ عمل ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا نیز اطاعتِ پیغمبر علیہ السلام کو اپنے قلب و نظر میں بسانے والا آپؐ کا اُمتی اگر فکرِ سخن کرتا بھی ہو تو یقیناً وہ حسبِ توفیقِ مشیتِ ایزدی منظوم خراجِ عقیدت پیش کرنے کی جسارت و کوشش کرتا ہے، بایں جذبۂ صادق اِس ہیچمداں و ناچیز و خاکسار و احقر العباد نے بھی والہانہ و بے اختیارانہ طور پر چند نعتیں بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں لرزاں و ترساں پیش کرنے کی ہمت و جسارت کی ہے، بایں سلسلہ راقم الحروف کی سعیٔ پیہم بحمد اللہ بار آور رہی ہے چنانچہ اپنی کہی ہوئی نعتوں کا وجیز و مختصر سا مجموعہ "خلقِ عظیم" کے نام سے گو مشکل ترین ہے، لیکن اس ناچیز کو پیش کرتے ہوئے نہایت ہی بہجت و سرور و مسرت ہو رہی ہے، اگرچہ اس موقعہ پر راقم الحروف کو اپنی بے بضاعتی و کم مائگی علم کا اعتراف بھی ہے، بنابریں کہ موضوع عظیم ترین اور احقر کم ترین.....
اپنی شعری صلاحیتوں کا اظہار خود ستائی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، خود اپنے مُنہ میاں مٹھو بننے کے مترادف ہے، میں نے اس جذبہ کے ساتھ کتاب شائع کرنے کی جسارت کی ہے کہ ہر چند راقم کی حیثیت کہیں ایک ذرّہ حقیر سے زیادہ نہیں ہے تاہم اس ناکارہ کا نام مدّاحانِ رسولِ کریمؐ کی فہرست میں تو آ ہی جائے گا ——— جو میرے لیے باعثِ صد افتخار ہوگا۔ اور سعادتِ دارین کا پیش خیمہ ہوگا، اِنہی جذبات کے پیشِ نظر راقم الحروف نے نہایت سادگی و نیازمندگی کے ساتھ بارگاہِ مصطفوئی میں اپنے جذباتِ محبّت و عقیدت کا منظوم اظہار کر دیا ہے ؎ گر قبول اُفتد زہے عز و شرف...
اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے حبیبِ پاک کی نعت و مدح سرائی پسند ہے، بنابریں راقم الحروف بارگاہِ ربُّ العالمین میں دُعا گو ہے کہ اللہ پاک راقم کی اِس ادنیٰ سی کاوش کو جامۂ شرفِ قبولیت عطا فرمائے، تو یقیناً بارگاہِ رسالتمآب میں بھی مقبولیّت حاصل ہوگی۔
یہی عمل راقم کے لیے باعثِ سعادتِ دارین و ذریعہ نجات ہوگا۔

میں اپنے آپ کو نہایت سعید و خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ مشیّتِ ایزدی کی توفیق سے راقم الحروف نے چار زبانوں میں ایک نعت کہی جسے ملک کے طول و عرض میں مختلف مقامات پر حضراتِ علماء کرام نے خاصۃً اور عوام النّاس نے عامّۃً بیحد پسند فرمایا جس کی برکت سے راقم الحروف کو بسلسلۂ حجِّ کعبہ، زیارتِ حرمین شریفین نصیب ہوئی قبل ازیں فقیہِ اُمّت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نوّر اللہ مرقدہٗ نے جسے سن کر حجِّ کعبہ و زیارتِ حرمین شریفین و سرورِ کونین کے روضۂ اطہر پر حاضری کی برضا و رغبت دعا فرمائی تین مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ نعت تو رسولِ کریمؐ کے دربار میں ہی پیش کی جائے تو بہتر ہوگا، اِس پر اِس ناکارہ نے عرض کیا کہ اس ناچیز و نادار کے پاس تو وسائل نہیں، البتہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک اِس ناچیز عبدالعزیز کو زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت نصیب فرمائے یہ سن کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ اُسی لمحہ بوقفۂ چشم زدن دُعا فرمائی جو بحمد اللہ ایک ہفتہ کے بعد ہی بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوئی جس کے طفیل اس ناچیز کو زیارتِ حرمین شریفین سے باریاب ہو کر موقعہ بہ موقعہ سبز گنبد کے مکیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اِس نعت پاک کو تقریباً دس مرتبہ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیز جگہ بجگہ حُجّاجِ کرام کی خدمت میں یہ نعت پیش کی گئی اور مختلف مقاماتِ مُقدّسہ پر حضراتِ علمائے کرام و حُجّاجِ کرام کی مُبارک مجلسوں میں اس کو پڑھ کر سنایا گیا، نیز ان حضرات کی خدمت میں فوٹو کرا کے پیش کی گئی یعنی دور دراز سے آئے ہوئے حُجّاجِ کرام کے درمیان تقسیم کی گئی، بہرکیف اِس مبارک نعت کی برکت سے راقم الحروف زیارتِ حرمین شریفین سے مشرّف و باریاب ہو چکا ہے، احقر نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے، پیدا ہونے والی کیفیّات اور اللہ جل مجدہٗ کے جلال و ہیبت کا عالم بھی بچشم خود مُجلّٰی طریقہ پر عالم شہود میں دیکھا ہے، کعبۃ اللہ پر جو نظر پڑی تو برجستہ زبان سے بشکلِ شعر یہ ہویدا ہوا ؎

اللہ کا یہ گھر ہے، کعبہ اسے کہتے ہیں
اب جو بھی یہاں آئے اللہ کا مہماں ہے

مدینہ منورہ میں جب روضۂ اطہر پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو تجزیۃً زبان پر بشکل اشعار، یہ کلمات وارد ہوئے ؎

مکّے میں تجلّی کا اِک مہر درخشاں ہے
آغوشِ مدینہ میں، اک شمع فروزاں ہے
ملتے ہیں دُرِ مقصد کھلتے ہیں گلِ رحمت
کعبہ وہ خزینہ ہے، طیبہ وہ گلستاں ہے

بحمد اللہ وہاں کا پُرسکون و پُرنُور اور پاکیزہ منظر قلب و جاں کو جو قرار و سکون و بہجت و سُرور و کیفیاتِ غیر مترقبہ عطا کرتا ہے، جو باہر از بیان و تحریر ہیں۔ یہ یقیناً میری خوش نصیبی و سعادت ہے، جو میں ان کیفیاتِ غیر مترقبہ سے بہرہ ور ہوا۔ ورنہ ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل نسیمِ صبح تیری مہربانی

نیز مجھے اپنی اس خوش بختی پر بیحد فخر و ناز ہے کہ مجھے بارگاہِ رسالتمآبؐ میں حاضر ہو کر چند نعتیں کہنے کا شرف حاصل ہوا ہے، کعبۃ اللہ میں جو جلال و ہیبت و علوِّ شان کا ظہور ہوتا ہے اور مسجد نبویؐ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر جو تجلیات کے انداز میں کیفیات روکش عشرت بن کر ہویدا ہوتی ہیں ان کا بعینہٖ و کما حقہٗ اظہار ممکن ہی نہیں ..... سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اللّٰھمّ صلّ علی سیّدنا و مولانا محمّد وبارك وسلّم۔

راقم الحروف کا وطن اصلی موضع جنک پور ضلع گوڑگانوہ، ہریانہ، میوات ہے۔ سادات گھرانے سے تعلق ہے، ماضی میں راقم الحروف کے مورثِ اعلیٰ قطبِ زماں عارف باللہ، عالمِ متبحر حضرت مولانا سیّد حسن صاحب نوّراللہ مرقدہٗ شاگردِ رشید سرخیل علمائے دیوبند، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی قدّس سرّہ العزیز جو سمرقند و بخارا سے ہجرت کر کے دہلی عرب سرائے میں مقیم ہوئے، دارالعلوم دیوبند شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد نوراللہ مرقدہ کے درسی ساتھی ہو کر حضرت شیخ الہند سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، دارالعلوم دیوبند کی فراغت کے بعد فیروز پور جھرکہ ضلع گوڑگانوہ ہریانہ میوات میں

بانی تبلیغ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے ایما و مشورہ سے مقیم ہو گئے، جہاں آپ نے ایک دینی مدرسہ قائم فرمایا اور ساتھ ہی خانقاہی نظام کا سلسلہ بھی جاری کیا، جو مرحوم کی تاجینِ حیات جاری و ساری رہا البتہ مدرسہ کا سلسلہ تا ہنوز باقی ہے۔ جو اس وقت نہایت سبک رفتاری کے ساتھ تعلیمی و دینی راہ میں گامزن ہے راقم الحروف کی کچھ عزیز داری کا سلسلہ موضع جنکپور، ہریانہ میوات سے بھی رہا اور کچھ اعزّا و اقربا جنکپور روڈ پیری ضلع مظفّر پور بہار منتقل ہو گئے۔

البتہ راقم الحروف بحصولِ دینی تعلیم تقریباً سائٹھ سال سے تا ہنوز دہلی و مضافاتِ دہلی کو اپنا ملجا و ماویٰ و مسکن بنائے ہوئے ہے، نیز اک عرصہ طویل سے دہلی قلب البلاد ہند کو ہی اپنا اصلی وطن بنائے ہوئے ہے، وطنِ قدیم سے راقم الحروف کا ایک مدّتِ مدید سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ بحمد اللہ راقم الحروف مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دہلی ۶ و جامعہ دار العلوم دیوبند و جامعہ قاسمیہ مسجد شاہی مراد آباد سے فارغ التحصیل ہے۔ نیز الٰہ آباد یونیورسٹی سے عالم، پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل، و منشی فاضل، جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب کامل، ہریانہ کالج سے منشی مڈل، مزید براں اُردو، فارسی، عربی تینوں زبانوں کا شاعر، فنکار و ادیب، راقم الحروف کو بحمد اللہ قاسمی فرزند کہلانے کا شرف حاصل ہے احقر کو عنفوانِ شباب سے ہی شعر گوئی کا والہانہ شوق ہے، رطب و یابس سے پاک اچھی و عمدہ شاعری کا ہمیشہ دلدادہ رہا ہے، ملک کے نامور شعرائے کرام کو مسلسل پڑھتا رہا ہے، بایں سلسلہ استفادہ کا موقع میسّر ہوتا رہا ہے، نیز اس کے زیرِ اثر نصف صدی پیشتر راقم الحروف نے شعر گوئی کا سلسلہ جاری کر دیا تھا، ملک کے مختلف مقامات پر شہرۂ آفاق و نامور شعرائے کرام کی مصاحبت میں بحیثیت شاعر آل انڈیا پیمانے کے مشاعروں میں شریک ہونے کا زرّیں موقعہ بھی میسّر آیا ہے، .....

ان مقتدر و متفخر و بزرگ شعرائے کرام کے دوش بدوش راقم الحروف نے مشاعرے پڑھے ہیں۔ حتّٰی کہ بایں سلسلہ بیرونی ممالک میں بھی بحیثیت شاعر اس ناچیز کے اسفار کا سلسلہ رہا، البتہ چند سالوں سے راقم الحروف نے یہ سلسلہ یکسر مسترد کر دیا ہے، قبل ازیں

ملک کے شائع ہونے والے جرائد و رسائل و اخبارات میں اِس ناچیز کا مسلسل کلام چھپتا رہا ہے، یہ اپنا مشاہدہ ہے کہ پچھلے بیس بائیس سالوں سے برصغیر میں مذہب کی طرف رجحان قدرے بڑھا ہے، چنانچہ اس رجحان کے زیرِ اثر حضور سرورِ کائناتؐ کی محبت دلوں میں جاگزیں ہوئی ہے، اسی عرصہ میں نعت گوئی کو برصغیر میں پزیرائی و فروغ ملا ہے، جو ایک فطری عمل ہے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ کائناتؐ سے محبت کرنے والا، اگر فکرِ سخن بھی کرتا ہے تو بارگاہِ سرورِ کائناتؐ میں منظوم خراجِ نعت پیش کرنا، ایک یقینی اور لابدی امر ہے یہ ذرّہ حقیر بھی انھی حالات سے دوچار ہوا، تو بحمد اللہ ہزاروں نعتیں کہہ ڈالیں گو بدقسمتی سے کثیر تعداد میں راقم الحروف کی کہی ہوئی نعتیں گم ہوگئیں ہیں، تاہم اقل قلیل، باقی ماندہ جتنی نعتیں تھیں اُنھیں احقر کتابی شکل دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، بایں سلسلہ اپنے

عزیز احباب اور مخلصین اکابر علماء کا یہ ناکارہ بیحد ممنون و مشکور ہے، جنھوں نے اس خفتہ و تغافل کیش اِنسان کو، کتاب شائع کرنے کی رغبت دلائی نیز بہرگام موصوف نے راقم کی بایں سلسلہ حوصلہ افزائی فرمائی۔ یعنی کتاب "خلق عظیمؐ" کے بارے میں اپنی گرانقدر رائے سے نوازا، جو اِس مبارک کتاب میں شامل ہے، جس کے باعث اس ناچیز و ہیچمدان کو یہ اُمید واثق ہے کہ قارئین کرام کتاب ہذا کو بنظرِ تحسین پسند فرمائیں گے، اور اس ناکارہ کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ کہ اللہ جل مجدہٗ اس وجیز و مختصر مجموعہ "خلق عظیم" کو جامۂ شرفِ قبولیت عطاء فرمائے نیز احقر کی اِس کدوکاوش کو پسند فرمائے، اور بارگاہِ رسالتمآبؐ میں خوشنودی کا باعث بنائے ..... آمین یاربّ العالمین

مجھے بے پایاں مسرّت ہے کہ میرے نعتیہ کلام کا یہ مجموعہ مشہور دینی درسگاہ دارُالعلوم سبیلُ السّلام حیدرآباد کے زیرِ اہتمام شائع ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ناظمِ ادارہ محترم مولانا محمد رضوانُ القاسمی کی خصوصی دلچسپی اور مخلصانہ تعاون رہا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس باوقار ادارہ نے درس و تدریس کے ساتھ

تصنیف و تالیف کا بھی ایک اچھّا ماحول پیدا کیا ہے، یہاں سے اَب تک جو کتابیں شائع ہوئی ہیں وہ قدر کی نگاہوں سے دیکھی اور شوق کے ہاتھوں لی گئی ہیں، اُمید کہ راقم الحروف کی یہ کتاب جس اُونچی ذاتِ گرامی سے نسبت رکھتی ہے اس کی بنیاد پر ہر علمی اور دینی حلقہ میں اس کی پذیرائی ہوگی اور میرے لئے دین و دنیا میں سُرخروئی کا باعث بنے گی۔

روزِ حساب ہوں گے ظفریاب ہم ظفرؔ
صہبائے بے مثالِ زُلالِ حضورؐ سے

نیازمند: سید عبدالعزیز ظفر جنکپوری قاسمی، غفرلہٗ
امام و خطیب شاہی مسجد خواجہ پیر فرینڈس کالونی، نئی دہلی ۶۵
نائب صدر آل انڈیا تنظیم تعلیم و دعوت و
صدر آل انڈیا تنظیم امن و اتحاد۔

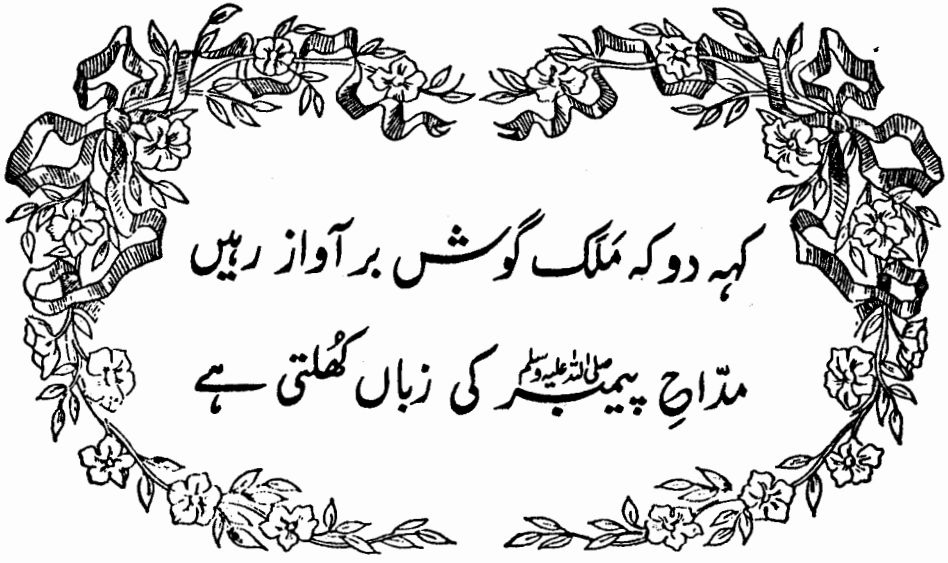
کہہ دو کہ مُلک گوش بر آواز رہیں
مدّاحِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زباں کھُلتی ہے

(۱۵)

ترے جلوے بکھرے ہیں کُو بکُو ، تری شان جلّ جلالہٗ
ہے ہر ایک ذرّہ میں تو ہی تو ، تری شان جلّ جلالہٗ
ہے جہاں میں ترا ہی رنگ و بُو ، تری شان جلّ جلالہٗ
کہ ہر ایک شے سے عیاں ہے تُو ، تری شان جلّ جلالہٗ
ترا ذکرِ خیر ہے چار سُو ، تری شان جلّ جلالہٗ
ہے ہر اِک زبان پہ تو ہی تُو ، تری شان جلّ جلالہٗ
تجھے ڈھونڈنے کے لیے پھرا میں سرائے دہر میں دربدر
رہی عمر بھر تری جستجو ، تری شان جلّ جلالہٗ
وہ بشر ہو ، جن ہو ، یا حُور ہو ، یا ملائکہ کا ہجوم ہو
ہے زبانِ خلق پہ تو ہی تو ، تری شان جلّ جلالہٗ
تو ہی بُلبلوں کی نواؤں میں ، تو ہی قُمریوں کی صداؤں میں
ترا نام پاک ہے سُو بسُو ، تری شان جلّ جلالہٗ

تجھے ہم نے دیکھا چمن چمن، تجھے ہم نے پایا دمن دمن
ہے ہر ایک سُو ترا رنگ و بُو، تری شان جلّ جلالہٗ

ہے کہاں یہ تاب بیاں کروں، ترے وصفِ ذات کو اے خُدا
ہے کجُا یہ خاک، کجُا ہے تو، تری شان جلّ جلالہٗ

مجُھے ناز ہے ترے فضل پر، ہے اُمید رحمتِ خاص سے
کہ رحیم تُو ہے، رؤف تُو، تری شان جلّ جلالہٗ

مجُھے تجھ سے نسبتِ خاص ہے، مرا تکیہ تیرے کرم پہ ہے
ترے نام سے مری آبرو، تری شان جلّ جلالہٗ

ہے دُعا یہ عرصۂ حشر میں، ہو ظفرؔ پہ چشمِ کرم تری
مرا سجدہ ہو ترے رُو برُو، تری شان جلّ جلالہٗ

رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ کے دربار میں

گلہائے عقیدت

لَمْ یَبْدُ مِثْلُکَ فِیْ زَمَنٍ ایں خلق، زتو پیدا جانا ۔ تو ہے جگ ماپگ پگ ڈھونڈ پھرا اِک تجھ کو ہی خیر ورا جانا

یَا رِیْحَ صَبَا لَمَّا تَصِلِیْ ازسرورِ دیں عرضے بکنی ۔ تڑپت ہے غلام آقا تُم، محشر میں نہ اِس کو بھلا جانا

اَنْظُرْ اِلَیْنَا سَیِّدَنَا اے منبعِ فیض و بحرِ سخا ۔ جگ بھر میں ہوا جس کا چرچا رحمت کی وہ شان دکھا جانا

اَلْاُمَّۃُ حِیْطَتْ فِی الْاَعْدَاءِ اے فاتحِ بدر و حُنین آقا ۔ طیبہ نگری سے پھر شاہا نُصرت کی ہوائیں چلا جانا

اَللَّیْلُ سَجٰی وَالظُّلْمُ طَغٰی اے پیکرِ خُلق و کانِ عطا ۔ مجھ پر بھی نجر یا ہو آکا محرومِ کرم نہ بنا جانا

نَفْسِیْ لِفِدَاکَ فَزِدْ حُبًّا اے ختمِ رُسُل، محبوبِ خدا ۔ روشن ہو جس سے من مورا وہ پریم کا دیپ جلا جانا

اَلْجُوْدُ عَلَامَۃُ سِیْرَتِکُمْ اے باعثِ خلقِ ہر دو سرا ۔ قرآن ہے سُگرا چسلن تُمرا اُمت کو یہ دھیان دِلا جانا

اَلْبَدْرُ حِکَایَۃُ وَجْہِکُمْ وَاللَّیْلُ اِذَا یَغْشٰی گیسو ۔ سینے میں سراجِ مُنیر اپنا وہ چاند سا مکھڑا دِکھا جانا

اَللّٰھُمَّ شَدِیْدٌ مُّلْتَہِبٌ رنجور دلم، غمِ بے پایاں ۔ غم خوار تری اِس اُمت کا ہے تجھ بِن کون بھلا جانا

اَلْمُعْطِیْ اَعْطَاکَ الْکَوْثَرَ اُں مورد و مشرب جنّ و بشر ۔ تڑپت ہوں ساقی میں پیاسا دو گھونٹ مجھے بھی پلا جانا

۞ عَطِشَ الظَّفَرُ لِعِنَایَتِکُمْ ۔ اے رحمتِ عالم، ابرِ کرم ۞

۞ رحمت کی بدریا سے آکا ۔ اِک بوند اِدھر بھی گرا جانا ۞

۱۴۵

حشر میں ہوگا لرزاں ہر اک انس و جاں، خوف سے دل ہر اک کا دہل جائے گا
سرورِ دیں شفاعت جو فرمائیں گے، نظمِ محشر ہی سارا بدل جائے گا
حشر میں نفسی نفسی کا ہوگا سماں، کوئی مونس نہ غم خوار ہوگا وہاں
ہوگا ہر اک بشر بسمل و نیم جاں، دوست کا دوست سے رُخ بدل جائے گا
اپنے آئیں گے بیگانے اُس جا نظر، ہوگا منظر بھیانک بھی وہ کس قدر
ہوگی سرکارؐ کی جب نگاہِ کرم، مرحلہ یہ مصیبت کا ٹل جائے گا
رحمتِ دو جہاں، فخرِ پیغمبراں، ہادیٔ اِنس و جاں، وجہِ کون و مکاں
آپ نے کی جو امّت پہ چشمِ کرم، ہر الم عیش و عشرت میں ڈھل جائے گا
اے جمیلُ الشّیم، اے شفیع الامم، اپنی اُمّت پہ ہو کچھ نگاہِ کرم
ورنہ آقا، ہر اک امّتی آپؐ کا، لے کے ہاتھوں میں دامن مچل جائے گا
روزِ محشر بجز آپؐ کے شاہ دیںؐ، کون اُمّت کا غم خوار ہوگا بھلا
آپؐ ہی کی نگاہِ کرم سے ہر اک، امّتی گرتے گرتے سنبھل جائے گا
حشر کی بھیڑ میں اے شہِ بحر و بر، مارا مارا پھرے آپؐ کا یہ ظفرؔ
آپؐ نے اِس کو اپنا اگر کہہ دیا، اِس پریشان کا دِل بہل جائے گا

بیا در گلشنِ احمدؐ، کہ یابی صد قرار ایں جا
گل ایں جا، لالہ ایں جا، مژدۂ ہر نو بہار ایں جا

دلا برخیز کن پامال، صد عزّ و وقار ایں جا
پئے عشقِ شہِ دیں کن گریباں تار تار ایں جا

چمن ایں جا، بہار ایں جا، سکوں ایں جا، قرار ایں جا
فضائے خوشگوار ایں جا، ہوائے مشکبار ایں جا

بقربِ روضۂ اطہر، بفیضِ سرورِ عالمؐ
سرور و کیف ایں جا رحمتِ پروردگار ایں جا

ظفرؔ از جان و دل شو، جاں نثارِ گنبدِ خضرا
امامِ انبیاءؐ ایں جا، حبیبِ کردگار ایں جا

ثنائے سرورِ عالمؐ سے، جو مہکا دہن میرا
ہُوا چرچا جہاں میں، انجمن در انجمن میرا

زباں، نعتِ محمد مصطفےٰؐ میں جو کھُلی میری
ہُوا مقبول تر، عالم میں ہر جانب سخن میرا

مدینہ طیّبہ حاضر ہوا، جو سبز گنبد پر
پہنچ کر دُور دل سے ہو گیا، رنج و محن میرا

خدایا! نعت گوئی شغل ہو میرا بہر ساعت
رہے نعتِ محمد مصطفےٰؐ سے دِل مگن میرا

بقیعِ جنّتِ ارضِ حرم مدفن بنے یارب
مدینہ طیّبہ مسکن ہو، ربِّ ذُوالمنن میرا

کہوں نعتِ پیمبرؐ میں مثالِ سعدیؒ و جامیؒ
جہانِ رنگ و بُو میں، ہر طرف چمکے سخن میرا

میسّر ہو ظفرؔ مندی، مدینہ طیّبہ جا کر
وہیں آباد ہو اُجڑا ہُوا، دل کا چمن میرا

دے کے ذرّوں کو ضیاء، مہرِ درخشاں کر دیا
آبلہ پائی سے صحرا کو گلستاں کر دیا

ریگزاروں کو عطا کر کے ردائے شبنمی
مشعلِ رُشد و ہدایت سے چراغاں کر دیا

جانتا جن کو نہیں تھا، کوئی دنیا میں کہیں
شاہِ دیںؐ نے، اُن کو عالم میں نمایاں کر دیا

دین حق سے جو گریزاں تھے جہالت کے سبب
اُن کو دنیا سے محمدؐ نے گریزاں کر دیا

نام تک معیوب تھا جن کا زبانِ خلق پر
اُن کا، اِک عالم کے عالم کو ثنا خواں کر دیا

خون جو باہم بہاتے تھے بہائم کی طرح
ایسے سفّاکوں کو بھی، آقاؐ نے انساں کر دیا

بڑھ کے چُومے، خود ظفرمندی نے آقا کے قدم
آپؐ نے ظلمت کدوں کو بھی درخشاں کر دیا

سرورِ عالم کا جب دنیا میں چرچا ہوگیا
شمعِ ایماں جل گئی ہر سُو اُجالا ہوگیا

ظلمتِ شب چھٹ گئی، نورِ سحر پیدا ہوا
دینِ حق عالم میں جب ہر سُو ہویدا ہوگیا

اہلِ باطل آپؐ کے قدموں پہ آکر جھک گئے
جس نے دیکھا آپؐ کو، حق کا وہ شیدا ہوگیا

پرچمِ دینِ مُبیں، جب شاہِ دیں لے کر اُٹھے
آپؐ کا عالم میں ہر سُو بول بالا ہوگیا

ہوگئے جب اہلِ باطل کے عزائم پائمال
آپؐ کے نزدیک جو آیا وہ اعلیٰ ہوگیا

آپؐ کو دنیا میں وہ فتح و ظفر مندی ملی
بزمِ عالم میں ہر اک سُو جس کا چرچا ہوگیا

سرورِ انبیاؑ کا کیا کہنا　　شاہِ ہر دوسرا کا کیا کہنا
فرش سے عرش پر ہیں جلوہ نما　　احمدِ مجتبیٰ کا کیا کہنا
کُفر غارت ہوا، مٹی ظلمت　　شمعِ نُورِ ہُدیٰ کا کیا کہنا
ربّ کو روزِ ازل کیا تسلیم　　بزمِ قالُوا بَلیٰ کا کیا کہنا
آپؐ عالم میں روشنی لائے　　نُورِ بدرُالدّجیٰ کا کیا کہنا
مہر تھی پشت پر نبوّت کی　　خاتمِ انبیاؑ کا کیا کہنا

اے ظفرؔ عرش جگمگا اٹھا
فیضِ نورِ ہدیٰ کا کیا کہنا

۱۸

شفیع المذنبینؐ و رحمۃٌ للعالمینؐ آیا
وہ محبوبِ خدا بن کر، امام المرسلینؐ آیا

خُدا کا آخری پیغام لے کر سرورِ عالمؐ
جہاں میں بن کے وہ ہر خاتمِ دل کا نگیں آیا

پلانے ساقیِ طیبہ و بطحا، اپنے رندوں کو
لئے ہاتھوں میں اپنے وہ شرابِ انگبیں آیا

دیانت دیکھ کر اُس کی، ہُوا یہ شور بطحا میں
محمدؐ مظہرِ کردار، صادق اور امیں آیا

لئے پرچم وہ اپنے دوش پر، خُلق و مروّت کا
محمدؐ مصطفےٰ بن کر، شہِ دنیا و دیں آیا

ہُوا مہتاب شرمندہ، نہ لاکر تابِ نظّارا
لئے جلوؤں کی وہ تابانیاں، ماہِ مُبیں آیا

نبیؐ سے جو پھرا، دنیا و دیں برباد کر بیٹھا
ملی اُس کو ظفر مندی، نبیؐ کے جو قریں آیا

غرّہ و ناز و تکبّر سب کا کٹ کر رہ گیا
طوق باطل کا، ہر اک گردن سے کٹ کر رہ گیا

اِس جہاں میں، سرورِ عالمؐ نے جب رکھا قدم
بڑھ گئی ایماں کی طاقت، کفر گھٹ کر رہ گیا

جب ہوائے عدل و انصاف و یقیں ہر سُو چلی
ظلم، ناگن کی طرح، بِل میں سمٹ کر رہ گیا

ہو گئی روشن جہاں میں، شمعِ ایمان و یقیں
اور اندھیرا کفر کا، دُنیا سے چھٹ کر رہ گیا

جو رہا اہلِ عرب، اہلِ یقیں سے دُور دُور
خاندانی ہی جہالت میں وہ بٹ کر رہ گیا

جو ارادہ لے کے آیا تھا نبیؐ کے قتل کا
آپؐ کے دامانِ رحمت سے لپٹ کر رہ گیا

جو نہ ایماں لا سکا، کافر نبیؐ کی ذات پر
وہ بُتوں کی ہی پرستش میں سمٹ کر رہ گیا

مِٹ گیا دُنیا سے وہ ظالم، ستم گر بے وفا
جو رسولِ پاکؐ کے دامن سے کٹ کر رہ گیا

اُس کو دنیا اور عقبیٰ میں ظفر مندی ملی
دامنِ خیر الورٰیؐ سے، جو لپٹ کر رہ گیا

جب شہِ کون و مکاں شاہِ مدینہ آیا
زندگی کا ہر اک انساں کو قرینہ آیا

پرچمِ حق لئے جب شاہِ مدینہ آیا
کفر و الحاد کے ماتھے پہ پسینہ آیا

نسبتِ شاہِ امم ، پائی تو سب کچھ پایا
میرے ہاتھوں میں، دو عالم کا خزینہ آیا

نکہتِ گل کو ہوا رشکِ فضائیں مہکیں
جب بھی سرکارِ دو عالم کو پسینہ آیا

آنسوؤں سے کیا ، پاکیزہ بصارت نے وضو
جب نگاہوں کے قریں، شہرِ مدینہ آیا

بزمِ عالم میں شہِ کون و مکاں، فخرِ جہاں
بن کے ہر خاتمِ دل کا وہ نگینہ آیا

ناخدا جب ہیں محمدؐ تو ظفرؔ غم کیا ہے
موجِ طوفاں میں اگر اپنا سفینہ آیا

فخرِ دو عالم ، محمد محسنِ انسانیت
جس کی آمد پر ہوئی کافور سب شیطانیت

جس نے عالم کو دیا درسِ شعور و آگہی
کی عطا جس نے جہاں کو بادۂ وحدانیت

خاک کے ذرّوں کو بھی لعلِ بدخشاں کر دیا
اِس جہانِ آب و گِل سے دُور کی حیوانیت

رابطہ مخلوق کا ، خالق سے قائم کر دیا
ختم کی اہلِ جہاں سے آپ نے رہبانیت

آپؐ نے بخشا غلاموں کو بھی تاجِ قیصری
نوعِ انساں کو بنایا ، پیکرِ انسانیت

آپؐ کو ہر گام پر فتح و ظفر مندی ملی
ہو گئی سب پر عیاں اسلام کی حقانیت

اہلِ عالم کو دیا ، وہ درسِ ایمان و یقیں
رہ گئی سر پیٹ کر جس سے ظفر نفسانیت

بیاں کس سے ہوگا مقامِ محمدؐ
کہ عرشِ بریں پر ہے نامِ محمدؐ

غلامی پہ اُن کی، نہ کیوں ہم ہوں نازاں
ہے شاہوں سے بڑھ کر غلامِ محمدؐ

نہ ہوگا کسی سے بیاں اُن کا رُتبہ
خدا جانتا ہے، مقامِ محمدؐ

جُھکے آ کے قدموں پہ کسریٰ و قیصر
ہوا مُنکشف جب، نظامِ محمدؐ

تمنّا ہے آقا کے روضے پہ جاکر
پڑھوں میں دُرود و سلامِ محمدؐ

یہ میرا مقدّر، یہ خوبیٔ قسمت
صبا لے کے آئی، پیامِ محمدؐ

دِلوں میں صحابہؓ کے تھا کار فرما
ظفرؔ کِس قدر، احترامِ محمدؐ

دل و جاں سے ہم کو پیارا محمدؐ ہے ٹوٹے دِلوں کا سہارا محمدؐ
ہوا جس کے دم سے جہاں میں اُجالا وہ نُورِ خُدا کا منارا محمدؐ
وہ ختمِ رُسُل، رحمتِ ہر دو عالم امیں، صادق و حق کا پیارا محمدؐ
وہ محبوبِ حق، شافعِ روزِ محشر ہے اُمّت کا محکم سہارا محمدؐ
چھٹیں ظلمتیں، اُس کے آنے سے یکسر ہدایت کا ہے ماہ پارا محمدؐ
سرِ عرش معراج کی شب میں آیا وہ کرنے خدا کا نظارا محمدؐ

وہ ہادی و مُرشد وہ خضرؑ و مسیحا
ظفرؔ تیرا محکم، سہارا محمدؐ

رحمتِ دو جہاں ہیں محمدؐ　　فخرِ کون و مکاں ہیں محمدؐ
سرورِ انس و جاں ہیں محمدؐ　　مشفق و مہرباں ہیں محمدؐ
غمگسارِ جہاں ہیں محمدؐ　　مرہم قلب و جاں ہیں محمدؐ
جس میں رقصاں ہیں ہر سُو بہاریں　　حق کا وہ گلستاں ہیں محمدؐ
متن ہے اِک حقیقت ہیں قرآں　　بالیقیں ترجماں ہیں محمدؐ
کفر و ظلمت مٹایا جہاں سے　　خلق پر مہرباں ہیں محمدؐ
ہے جہاں، فیضِ نور محمدؐ　　نُورِ ربِّ جہاں ہیں محمدؐ
نعرۂ حق جہاں میں لگایا　　کتنے صادق بیاں ہیں محمدؐ
راہِ حق گمرہوں کو دکھائی　　حق کا بیّن نِشاں ہیں محمدؐ
ہم نفس بالیقیں حشر کے دِن　　شافعِ عاصیاں ہیں محمدؐ

اے ظفرؔ راز ربِّ جہاں کے
بالیقیں راز داں ہیں محمدؐ

اللہ کی پہچان ہے عرفانِ محمدؐ
دنیا میں ظفرؔ عام ہے فیضانِ محمدؐ

مدت سے تمنا ہے مرے دل کے نگر میں
دیکھوں گا مدینے میں گلستانِ محمدؐ

آقا کی شفاعت اُسے حاصل نہیں ہوگی
رد جس نے کیا دنیا میں فرمانِ محمدؐ

ہے نجم کی سورت، مری اِس بات کی شاہد
اللہ کا فرمان ہے، فرمانِ محمدؐ

ہو کاش مجھے گنبدِ خضرا کا نظارا
ہو جاؤں میں خدّامِ غلامانِ محمدؐ

یارب! مجھے اِس وقت کا حسّان بنا دے
کہلاؤں میں دنیا میں ثنا خوانِ محمدؐ

محفوظ رہوں گا میں ظفرؔ رنج و بلا سے
کافی ہے مرے واسطے دامانِ محمدؐ

کعبۂ جاں ہیں محمدؐ قبلۂ قلب و نظر
فخرِ دو عالم، شہِ کونینؐ، شاہِ بحر و بر

ہر قدم پر نور افشانی کا منظر رونما
ہر نفس پر، آپ کا امکانِ معراجِ نظر

جس زمیں پر پڑ گئے ہیں، سرورِ دیں کے قدم
بن گئی ہے، وہ زمیں اِک معدنِ لعل و گہر

باعثِ تخلیقِ دو عالم، شہِ کون و مکاں
آپؐ ہیں فخرِ جہاں، شاہِ اُمم، خیر البشر

گنبدِ خضرا یہ جو بھی اُمتی حاضر ہوا
عُمر بھر اُس کے وہی منظر رہا پیشِ نظر

اب نہ آئیں گے صحیفے، اب نہ اُترے گی کتاب
اب قیامت تک نہ آئیگا، کوئی پیغامبرؐ

ایک محور سے نظر، اس کی کبھی ہٹتی نہیں
جس نے دیکھا اِک نظر، روئے محمدؐ کو ظفرؔ

یہ آرزو ہے دل میں، مدینے کا ہو سفر
ارضِ مدینہ پاک بنے اپنا مستقر

شام و سحر ہو، اپنی مدینہ ہی رہ گذر
آئیں نظر تو آئیں، مدینے کے بام و در

ارضِ مدینہ طیبہ، مسکن ہو عمر بھر
اپنا درِ حضورؐ پہ، قصّہ ہو مختصر

ہر دم ہو دل میں گنبدِ خضرا بسا ہوا
پیشِ نظر ہو، سرورِ دیں، شاہِ بحر و بر

جا کے درِ حضورؐ پہ، پیہم پڑھوں سلام
مدّت سے آرزو ہے، یہی دل میں مُستتر

یارب عطا ہو، بادۂ حُبِّ نبیؐ مجھے
زادِ رہِ حیات ہے، یہ سب سے مُعتبر

مدفن بقیعِ جنّتِ ارضِ حرم بنے
اپنا ظفرؔ ہو، کوچۂ فانی سے جب سفر

اے بادِ صبا مجھ کو اب سوئے حرم لے چل
فرقت میں ہیں آقا کی آنکھیں مری نم لے چل

دیدارِ نبی کا یہ مُشتاق ہے دیوانہ
اِس بیکس و عاصی پر ہو جائے کرم لے چل

جس ارضِ مقدّس پر انوار کی بارش ہے
بہتا ہے جہاں ہر دم، دریائے کرم لے چل

اے بادِ صبا مجھ کو آقاؐ کے نگر پہنچا
وہ رحمتِ عالمؐ ہیں رکھ لیں گے بھرم لے چل

آنکھوں میں بسالیں گے، اُس خاک کے ذرّوں کو
جس خاک نے چومے ہیں آقاؐ کے قدم لے چل

فروغِ کون و مکاں ، جلوۂ جمالِ رسولؐ
بہارِ خُلدِ بریں ، منظرِ خیالِ رسولؐ

نگار خانۂ فطرت کا ہے وہ نقشِ حسیں
خدا گواہ ، جہاں میں نہیں مثالِ رسولؐ

چمک اُٹھی ہے، وہیں کائناتِ ارض و سما
جہاں جہاں بھی پڑا، پرتوِ جمالِ رسولؐ

وہ ذات، ذاتِ مکمّل ، بہر صفت موصوف
عطائے خاصِ خُداوند ہے کمالِ رسولؐ

بقیدِ ذوقِ نظارا ، کبھی نہیں سوچا
کہاں مجالِ نظر، اور کہاں جمالِ رسولؐ

خوشا نصیب کہ دل کی اُمید بر آئی
مدینے لے کے چلا ہے، مجھے خیالِ رسولؐ

اِنھی کو دل کے لیے نعمتیں سمجھتا ہوں
کبھی ہے یادِ خدا تو کبھی خیالِ رسولؐ

غرض وجود میں آکر رہی شبِ معراج
خُدا کی ذات کو تھی، حسرتِ وصالِ رسولؐ

جو خوش نصیب ظفرؔ آپؐ کے قریب رہے
اُنھی سے پوچھیے، بس لذّتِ مقالِ رسولؐ

جادہ جادہ ، منزل منزل ڈھونڈ رہا ہے، آپؐ کو یہ دل
وہ غم میرا روکشِ عشرت آپؐ کا ، غم ہو جس میں شامل
آپؐ کے ہاتھوں میری کشتی بن کے رہے گی ، زینتِ ساحل
آپؐ سے غفلت ، آپؐ کی یادیں محفلِ خلوت ، خلوتِ محفل
آپؐ کی اُلفت ، اللہ اللہ جتنی آساں ، اُتنی مُشکل
راہ ملی گمراہوں کو جب آپؐ کو سمجھا ، رہبرِ کامل

آپؐ کا ہی سب فیض ہے ورنہ
کب تھے ، ظفرؔ ہم نعت کے قابل

یوں کائناتِ دل میں سمائے ہوئے ہو تم
یعنی، جہانِ زیست پہ چھائے ہوئے ہو تم

بزمِ تصوّرات ، سجائے ہوئے ہو تم
گویا مرے قریب ہی آئے ہوئے ہو تم

پھیلے ہوئے ہیں، جلوے تمہارے جمال کے
کُل عالمِ بسیط پہ چھائے ہوئے ہو تم

سردارِ انبیاءؑ ، مرے آقا تمھی تو ہو
اُس رتبہ بلند کو پائے ہوئے ہو تم

جبریلؑ کی رسائی، جہاں تک نہ ہو سکی
رِفعت کے اُس مقام کو پائے ہوئے ہو تم

پاکی تمہارے جسمِ مطہّر کی کیا کہوں
رحمت کی گودیوں میں کھلائے ہوئے ہو تم

دنیا سے بے خبر ہوں، تمہارا تو ہوش ہے
وہ بادۂ شعُور، پلائے ہوئے ہو تم

واللہ پرتوِ رُخِ روشن طِراز سے
گویا حریمِ عرش، سجائے ہوئے ہو تم

پہنچے قریبِ عرش تو آئی ندائے غیب
آؤ یہاں کہ میرے بلائے ہوئے ہو تم

کھا کھا کے زخمِ سِلنے پہ تم نے دُعائیں دیں
وہ رنگ اُلفتوں کا دکھائے ہوئے ہو تم

تاریکیِ حیاتِ ظفرؔ ، دور کیوں نہ ہو
جب نُور بن کے دل میں سمائے ہوئے ہو تم

آپؐ کی طاعت، رب کی محبّت ﷺ
آپؐ کی نسبت، باعثِ رحمت، ﷺ
آپؐ ہیں رحمتِ ہر دو عالم، آپؐ ہی وجہ کون و مکاں ہیں
آپؐ کی سب نبیوں پہ فضیلت، ﷺ
آپؐ کبھی ہیں فرشِ زمیں پر، آپؐ کبھی ہیں عرشِ بریں پر
اللہ اللہ آپؐ کی رِفعت، ﷺ
مسجدِ اقصیٰ کا وہ منظر، جس میں مِلا اعزاز وہ برتر
آپؐ نے کی نبیوںؑ کی امامت ﷺ
آپؐ نے دشمن کے بھی حق میں، دی ہے دعائے خیر ہی آقا
جور و جفا پر کی نہ شکایت، ﷺ
آپؐ نے کی ہے روشن آقا، کفر کی اک تاریک فضا میں
شمعِ یقین و رشد و ہدایت، ﷺ

دُور تھے جو ایمان و یقیں سے جور و ستم تھا جن کا پیشہ
اُن کو پلائی بادۂ وحدت ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اپنی جہالت کے باعث تھے، اہلِ عرب گم کردۂ منزل
اُن کو دیا ہے درسِ ہدایت، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آپؐ نے بخشی دولتِ ایماں ملکِ عرب کے سفاکوں کو
پیکرِ خلق و شمعِ ہدایت ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خِلقت میں ہیں، سب سے اوّل، بِعثت میں ہیں سب سے آخر
آپؐ ہیں شمعِ ختمِ نبوّت ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لمحہ بلمحہ حق سے دُعا ہے، حشر کے دن آقا فرمائیں
اپنے ظفرؔ عاصی کی شفاعت، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خُلق سراپا، رحمتِ عالم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فخرِ رسولاں، عظمتِ آدمؑ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جلوۂ حق کی رہبر منزل، جادۂ حق کی ضامنِ کامل
آپؐ کی باتیں نافعِ عالم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وجہ سکونِ قلبِ پریشاں، چارہ گرِ آلامِ غریباں
زخمِ دلِ عُشّاق کے مرہم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آپؐ پہ نازاں ساری خدائی، آپؐ کا ہے ہر شخص فدائی
ساقیِ کوثر، قاسمِ زمزم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آپؐ سے پہلے سرورِ عالم، پُورب، پچھم، اُتر، دکھن
نظمِ جہاں تھا، درہم برہم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

دنیا میں بھی، عقبیٰ میں بھی، ہر راہِ دشوار پہ ہوگا
آپؐ کو اپنی، اُمّت کا غم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آپؐ کی آمد سے پہلے اے فخرِ دو عالم، شافعِ محشر
قعرِ مذلّت میں تھا عالم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کاش ظفرؔ کی بات ہو پوری، وردِ زباں ہو نام تمہارا
جان لبوں پہ آئے جس دم، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

❁

دِل میں ہے مِرے ارماں، حسرت بھی ہے سینے میں
مسکن ہو، مدینے میں، مدفن ہو مدینے میں

تڑپے ہے غُلام اِس جا، آقا ہے مدینے میں
کیا لُطف بھلا ہوگا، اِس طرح سے جینے میں

قُرباں ہوئی جاتی ہیں، دو عالم کی بہاریں بھی
وہ کیف کا عالم ہے، آقاؐ کے مدینے میں

فردوس کی نکہت کو ہے رشک بہت جِس پر
کیا شے ہے خُدا جانے آقاؐ کے پسینے میں

یاد آتی ہے جِس لمحہ، سرکارِ دو عالمؐ کی
اِک ہُوک سی اُٹھتی ہے، پیہم مِرے سینے میں

وہ رہروِ منزل ہی پہنچا ہے لبِ ساحل
سرکارِ دو عالمؐ کے بیٹھا جو سفینے میں

فرمائی ہے جو ہجرت، سرکارؐ نے مکّے سے
پائی ہے ظفرمندی، ہر لمحہ مدینے میں

اِس شان سے طیبہ کی زمیں، دیکھ رہا ہوں
جیسے کہ یہیں، خُلدِ بریں، دیکھ رہا ہوں

انوارِ شہِ دینِ مُبیں ، دیکھ رہا ہوں
بر دوشِ زمیں ، عرشِ بریں، دیکھ رہا ہوں

میں خود کو مدینے کے قریں، دیکھ رہا ہوں
کیا منظرِ فردوسِ بریں ، دیکھ رہا ہوں

یہ روضۂ سُلطانِ دو عالمؐ ہے کہ جس پر
دربانیٔ جبریلِ امیں، دیکھ رہا ہوں

جب سے ہیں مکیں، سرورِ دیں، خانۂ دل میں
دل گنبدِ خضرا کے قریں ، دیکھ رہا ہوں

کِس درجہ دیا، ساتھ مرا عشقِ نبیؐ نے
روضہ ہے جہاں، خُود کو وہیں، دیکھ رہا ہوں

کیا عظمتِ طیبہ ہے، ظفرؔ پوچھیے مجھ سے
ذرّوں کو ستاروں سے حسیں، دیکھ رہا ہوں

پُر کیف مدینے کی فضا، دیکھ رہا ہوں
اُٹھتی ہوئی رحمت کی گھٹا، دیکھ رہا ہوں

ہر پھول میں رحمت کی ادا، دیکھ رہا ہوں
فردوسِ بریں، جلوہ نما، دیکھ رہا ہوں

کثرت میں بھی توحید کا ہے رنگ نمایاں
ذرّوں میں، تجلّیِ خُدا، دیکھ رہا ہوں

توفیقِ مشیّت سے مدینے میں پہنچ کر
ہر سمت، محبّت کی فضا، دیکھ رہا ہوں

ہے پیشِ نظر، گنبدِ خضرا کا نظارا
میں مسکنِ محبوبِ خدا، دیکھ رہا ہوں

اِس بندۂ عاصی پہ ہے، انوار کی بارش
میں بابِ عنایت جو کھُلا، دیکھ رہا ہوں

نازاں ہوں میں، اب خوبیٔ تقدیر پہ اپنی
ہر گام پہ تاثیرِ دُعا، دیکھ رہا ہوں

اب میری نگاہوں میں ہیں، کونین کے جلوے
تا حدِّ نظر، نُورِ خدا، دیکھ رہا ہوں

سرکارؐ کے روضہ پہ ہے، وہ کیف کا عالم
سرمستیٔ اربابِ وفا، دیکھ رہا ہوں

دیکھیں مری نظروں کو، ذرا دیکھنے والے
میں جلوۂ محبوبِ خُدا، دیکھ رہا ہوں

جس سمت بھی اٹھی ہیں، یہ بیتاب نگاہیں
اُس سمت ہی رحمت کی فضا، دیکھ رہا ہوں

یہ ارضِ مدینہ بھی ہے، فردوس بداماں
فیضانِ شہِ ہر دو سرا، دیکھ رہا ہوں

کیا اوج پہ ہے، آج ظفرؔ تیرا مُقدّر
طیبہ میں تجھے، نغمہ سرا، دیکھ رہا ہوں

ترا در چھوڑ کر، یہ تیرے دیوانے کہاں جائیں
بھلا تیرے سوا، دادِ وفا پانے کہاں جائیں

کرم کا آسرا لے کر، درِ اقدس پہ آئے ہیں
ترے دَر کے سوا دامن کو پھیلانے کہاں جائیں

ازل سے تا ابد ہے شمع روشن ارضِ طیبہ میں
تو اپنی جان دینے، پھر یہ پروانے کہاں جائیں

ترا در چھوڑ کر، اے سرورِ دیں، رحمتِ عالم
دلِ مجروح کے ہم، داغ دکھلانے کہاں جائیں

نہ ہو حاصل نگاہِ لطفِ احمدؐ کا اگر شانہ
تو ہم تقدیر کی زُلفوں کو سلجھانے کہاں جائیں

اگر رُخ پھیر لیں ہم سرورِ دیں کی اطاعت سے
بھٹک کر اپنی منزل سے خدا جانے کہاں جائیں

ہمارے خانۂ دل میں مکیں ہے گنبدِ خضرا
ظفرؔ ہم اپنے دل کو اور بہلانے کہاں جائیں

جہاں ہے رحمتِ عالم، وہاں چلو تو چلیں
جہاں ہے عظمتِ آدم، وہاں چلو تو چلیں

جہاں ہے نورِ مجسّم ، وہاں چلو تو چلیں
جہاں ہے سرورِ عالم، وہاں چلو تو چلیں

برائے حج و زیارت، خُدا کے گھر کی طرف
جہاں پہ جاتا ہے عالم، وہاں چلو تو چلیں

جہاں پہ سرورِ کونینؐ کی ہے دارائی
جہاں ہے شاہِ دوعالم، وہاں چلو تو چلیں

جہاں پہ ہوتی ہیں رحمت کی بارشیں پیہم
جہاں ہے فاتحِ عالم، وہاں چلو تو چلیں

جہاں پہ گنبدِ خضرا ہے مسکنِ آقاؐ
جہاں ہے خلقِ مجسّم، وہاں چلو تو چلیں

ہے سلسبیل، جہاں، اِلتفاتِ بیحد کی
جہاں ہے قاسمِ زمزم، وہاں چلو تو چلیں

اے عازمانِ سفر، اب برائے کسبِ ظفر
ملے گا زیست کا مرہم، وہاں چلو تو چلیں

۴

دیکھوں گا شہِ دیں کا دربار مدینے میں
یارب مجھے پہنچا دے، اِک بار، مدینے میں

ہو کیوں نہ نثار اُس پر، جنّت کا حسیں منظر
کونین کے رہتے ہیں، سردار، مدینے میں

حسرت ہے مرے دل میں، آنکھیں بھی ترستی ہیں
ہو فخرِ دو عالمؐ کا، دیدار، مدینے میں

بکتے ہیں وہاں اکثر، اربابِ نظر جا کر
کونین کا لگتا ہے، بازار، مدینے میں

اُس گلشنِ عرفاں میں، کھلتے ہیں گُلِ رحمت
وہ گنبدِ خضرا ہے، گلزار، مدینے میں

اُس ارضِ مقدّس میں رکھتے ہی قدم ہم کو
رحمت کے نظر آئے، آثار، مدینے میں

پائی ہے ظفرمندی، اِس دینِ مُبیں نجب
مکّے سے چلے آئے، سرکارؐ، مدینے میں

۴

کلیم طُور پہ مہماں، بنائے جاتے ہیں
حضورؐ، عرشِ بریں پر بُلائے جاتے ہیں

تصوّرات کے پردے اُٹھائے جاتے ہیں
نبیؐ کے جلوے نظر میں سمائے جاتے ہیں

قدم قدم پہ، قدم ڈگمگائے جاتے ہیں
قریبِ گنبدِ خضرا، جو آئے جاتے ہیں

وہ لوگ جن کو نبیؐ سے ہے نسبتِ محکم
قدم قدم پہ، وہی آزمائے جاتے ہیں

ہم اپنی چشمِ جو آہر فشاں سے رہ رہ کر
حریمِ خلدِ بریں کو سجائے جاتے ہیں

خُدائے پاک کے محبوب، سرورِ عالم
خدا کی راہ میں پیہم ستائے جاتے ہیں

خُدا نے جن کو عطا کی ہے سرفرازیٔ عشق
زمیں سے اوجِ فلک پر بُلائے جاتے ہیں

نہ پوچھ اُن کے مُقدّر کی رِفعتوں کو ظفرؔ
جو خوش نصیب، مدینے بلائے جاتے ہیں

میں درُود پڑھ کے شہرِ دل و جاں سجا رہا ہوں
مٹے ظُلمتِ زمانہ وہ دِیے جلا رہا ہوں

بڑے فخر سے ملائک، مِرے رُخ کو چومتے ہیں
میں دیارِ شاہِ دیں سے ابھی ہو کے آ رہا ہوں

وہ جو نُور ہے مجسّم، جو ہے رحمتِ دو عالم
اُسی ذاتِ خاص پر میں دل و جاں لٹا رہا ہوں

نہ اُلجھ نہ چھیڑ مجھ کو تو اے گردشِ زمانہ
میں غلامِ شاہِ دیں ہوں، میں مدینے جا رہا ہوں

شب و روز اسمِ آقا ہے رواں مری زباں پر
ہے فروغِ کیف و راحت میں سکون پا رہا ہوں

ہے سحابِ ہجر ہر سُو، تو برس رہے ہیں آنسو
ہے پلک پلک مُزیّن، میں وہ در سجا رہا ہوں

اے ظفرؔ مجھے ملی ہے شہِ دو جہاں کی نسبت
رُخِ زندگی پہ جس کا میں نشان پا رہا ہوں

مچلتے رہتے ہیں ارمان یہ رہ رہ کے سینے میں
مرا مسکن و مدفن، کاش ہو جائے مدینے میں

مزا کیا خاک آئے گا، بھلا اِس طرح جینے میں
یہاں تڑپے غلام، اور اُس کا آقا ہو مدینے میں

پڑے رحمت کا چھینٹا، دل کی اِس بنجر زمیں پر بھی
کہ پیہم، بارشِ انوار ہوتی ہے، مدینے میں

سفینہ وہ ہوں جس کے ناخدا سرکارِ دو عالمؐ
یقیناً آ نہیں سکتا ہے طوفاں اُس سفینے میں

شفایابی کہیں ہوگی نہ بیمارِ محبّت کو
دوائے دردِ دل، حاصل اُسے ہوگی مدینے میں

خُدا نے وہ بلندی کی عطا فخرِ دو عالم کو
ٹھہرتے ہیں جہاں کے قافلے آکر مدینے میں

سہی جاتی نہیں، اب تو نبیؐ کے ہجر کی گھڑیاں
خُدا، اِس عاجز و بیکس کو پہنچا دے مدینے میں

کروں گا پیش ڈالی جا کے، روضے پر درود اُن کی
خدائے پاک نے گر مجھ کو پہنچایا مدینے میں

دلِ بے تاب میں رقصاں ہیں، ارماں ایک مدّت سے
ظفرؔ کا ہو خُدایا، مسکنؔ و مدفنؔ مدینے میں

وسعتیں ، پہنائیاں ، گہرائیاں
آپؐ کے قدموں تلے دارائیاں

اہلِ حق کی روز و شب ہونے لگیں
ہر طرف ، عالم میں بزم آرائیاں

آپؐ بطحا سے جو طیبہ آ گئے
نصرتیں لینے لگیں ، انگڑائیاں

آپؐ نے طیبہ میں جو رکھا قدم
ہر طرف بجنے لگیں ، شہنائیاں

آپؐ آئے ، آتشِ فارس بجھی
خاک میں سب مل گئیں دارائیاں

پیش آئیں آپؐ کو ہر گام پر
راہِ حق میں کس قدر کٹھنائیاں

خاک میں باطل فصاحت مِل گئی
دیکھ کر قرآن کی ، گہرائیاں

بڑھ کے آقا کے قدم معراج میں
چومتی تھیں عرش کی پرچھائیاں

کس قدر اُمّت پہ ہوں گی حشر میں
میرے آقاؐ کی کرم فرمائیاں

آپؐ کو حاصل ظفرمندی ہوئی
ہوگئیں کافور ، سب کٹھنائیاں

یہی سمجھا رہِ عشقِ نبیؐ میں
نہیں کچھ فاصلہ، منزل رسی میں

اِضافہ ہوگیا، دِل کی خوشی میں
محمّد مصطفےٰؐ کی پیروی میں

نہ ہوتی گرشہِ بطحا سے نِسبت
نہ ہوتا لُطف کوئی زِندگی میں

نشانِ منزلِ عِرفاں ملے گا
نگاہ و دل کو راہِ آگہی میں

میسّر دولتِ کونین ہوگی
تحمّل کر ذرا عشقِ نبیؐ میں

جہاں کی ہر تمنّا چھوڑ دی ہے
تمنّائے رسولِؐ ہاشمی میں

غلاموں نے بھی پہنا تاجِ شاہی
محمّد مصطفےٰؐ کی سروری میں

مِلی ہے منزلِ حق تو مِلی ہے
اِمام الانبیاءؐ کی رہبری میں

غلامی میں نبیؐ کی جو مزا ہے
کہاں وہ کیف تاجِ قیصری میں

شکستہ دِل کی کشتی پار ہوگی
جھکولے کھاکے خود عشقِ نبیؐ میں

ظفرمندی، ظفرؔ ہوکر رہے گی
تجھے تکمیل احکامِ نبیؐ میں

سکون پایا ہے زندگی نے، رہِ خطر سے نکل گیا ہوں
ہے نسبتِ شاہِ دیں کا صدقہ میں گرتے گرتے سنبھل گیا ہوں
کہاں ہوا دن تمام اپنا، کہاں پہ گزری ہے ہجر کی شب
کہاں میں آقا کی جستجو میں، خدا ہی جانے نکل گیا ہوں
بفیضِ سرکارِ ہر دو عالمؐ، برنگِ حسّانؓ ابنِ ثابت
میں بحرِ شعر و سخن کی تہہ میں، ادب کے موتی نگل گیا ہوں
پہنچ کے روضہ پہ شاہِؐ دیں کے، بصد خلوص و بصد قرینہ
درود پڑھ کر میں آج پیہم، ادب کے سانچے میں ڈھل گیا ہوں
چلا ہوں نذرانہ دل کا لے کر، ظفرؔ شہِؐ دیں کے آستاں پر
حوادثِ زندگی سے اپنا بچا کے دامن نکل گیا ہوں

ابُو القاسم محمدؐ پیکرِ ایثار بیٹھے ہیں
صحابہؓ صف بہ صف ہیں درمیاں سرکار بیٹھے ہیں

فدایانِ رسولِ پاکؐ یارِ غار بیٹھے ہیں
لیئے دردِ جہاں، شاہِ اُمم غم خوار بیٹھے ہیں

اِدھر سرکارؐ ہجرت کے لیے تیار بیٹھے ہیں
حضوری میں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ بیٹھے ہیں

اِمام الانبیاءؐ ہیں جلوہ فرما ارضِ طیبہ میں
اُدھر کُفّارِ مکّہ درپئے آزار بیٹھے ہیں

گنہگارو چلے آؤ شفاعت یقیں ہوگی
شفاعت کو شفیع المذنبیں تیار بیٹھے ہیں

شبِ معراج کو اِسلام کا اِک مرحلہ کہئے
حریمِ ناز میں حق کی شہِ ابرار بیٹھے ہیں

ملائک انبیاؑ سرتا بہ پا محوِ ادب ہوکر
سبھی بیتِ مُقدّس میں پئے دیدار بیٹھے ہیں

نظر آئے نہ کیوں ہر چیز معیاری نگاہوں میں
خُدا کے دین کے خود آخری معیار بیٹھے ہیں

شریکِ کلمۂ طیّب گرامی نام ہے جن کا
وہ محبوبِ خُدا کونین کے سردار بیٹھے ہیں

عجب ہے ثور کا نقشہ ہیں آقا زینتِ خلوت
مُودّب ثانی اثنین اِذھمافی الغار بیٹھے ہیں

جہاں میں آئے جو محبوبِ رَبُّ العالمیں بن کر
مسیحائے زماں، خضرِ جہاں سرکارؐ بیٹھے ہیں

دکھانے معجزہ شقّ القمر کا سارے عالم کو
محمدؐ مصطفیٰؐ، کونین کے سردار بیٹھے ہیں

ظفر وہ رحمۃٌ للعالمیں، جو اہلِ طائف کے
مسلسل جور سہ کر، مظہرِ کردار بیٹھے ہیں

ابرِ کرم وہ بن کے فضاؤں پہ چھائے ہیں
اُمّت کے سر پہ، رحمت و شفقت کے سائے ہیں

ہم اُس رسولِؐ پاک پہ ایمان لائے ہیں
سینے پہ زخم کھا کے بھی جو مسکرائے ہیں

سب کو پلا کے بادۂ وحدت حضورؐ نے
گم گشتگانِ رہ کو خُدا سے مِلائے ہیں

اے گردشِ زمانہ، تو ہم سے نہ چھیڑ کر
ہم پہ رسولِ پاکؐ کی رحمت کے سائے ہیں

آئیں گے راہِ حق میں مصائب قدم قدم
ہم یہ سمجھ کے حلقۂ احمدؐ میں آئے ہیں

اے کاش ہم کو گنبدِ خضرا کی دید ہو
دربارِ حق میں ہاتھ دُعا کو اُٹھائے ہیں

اصحابؓ میں نبیؐ کے کسی کو نہیں ملے
صدّیقؓ اور عمرؓ نے جو اعزاز پائے ہیں

عثمانؓ اور علیؓ کی ہو، توصیف کیا بیاں
وہ بن کے ایک پیکرِ ایثار، آئے ہیں

موتی ہیں چار یہ ہی نبوّت کے اے ظفرؔ
مثلِ مہ و نجوم، یہی جگمگائے ہیں

بسا ہے نظر میں دیارِ مدینہ
مرا دل بھی ہے، بیقرارِ مدینہ

گلستاں بداماں، بہارِ مدینہ
ریاضِ جناں ہے، دیارِ مدینہ

زہے سبز گنبد کے دِل کش نظارے
خوشا رنگ و بوئے دیارِ مدینہ

نہ کیوں اُس کو قلب و نظر میں بسالوں
ہے جنّت سے بڑھ کر، بہارِ مدینہ

یہ کہتے ہیں ہنس ہنس کے پاؤں کے چھالے
گلوں سے بھی افضل ہیں خارِ مدینہ

کبھی جھانک کر جالیوں سے جو دیکھا
نظر آ گئے، تاجدارِ مدینہ

تمنّا ہے میری لحد میں بھی جا کر
نگاہوں میں ہو لالہ زارِ مدینہ

غُلاموں میں اُس کا مقدّر ہے اعلیٰ
بلالیں، جسے تاجدارِ مدینہ

ظفر یہ تمنّا ہے آنکھوں میں رکھ لوں
جو مِل جائے خاکِ غبارِ مدینہ

نوٹ: یہ نعت پاک راقم نے سرکارِ دو عالمؐ کی جالیوں کے قریب بیٹھ کر مدینہ طیبہ میں کہی ہے۔

آسماں پر جو کالی گھٹا چھا گئی　　دفعتہً کملی والے کی یاد آگئی
رُوئے روشن پہ جب زُلف لہرا گئی　　ایک پل میں زمانے کو مہکا گئی
نوعِ اِنسانیّت کو سُکوں مِل گیا　　گُلستانِ جہاں میں، بہار آگئی
اُن کے ہاتھوں سے کوثر کا ساغر ملا　　میری تشنہ لبی، میرے کام آگئی
دیکھ کر شاہِ دیں کی کرم باریاں　　ایک دُنیا، رہِ راست پر آگئی
دیکھ کر آپؐ کے حُسنِ کِردار کو　　کفر و باطِل کی دُنیا بھی، شرما گئی

نسبتِ شاہِ دیںؐ، جو مِلی اے ظفرؔ
خود بخود زِندگانی سُکوں پا گئی

عرب کی سرزمیں پر ظلم کے بادل جو منڈلائے
محمدؐ ایسے نازک وقت میں تشریف لے آئے

جہالت کے سبب جو تھے عرب، قعرِ مذلت میں
طریقے اُن کو جینے کے شہِ والا نے سکھلائے

جو باہم رزم آرا ہو کے ناحق خوں بہاتے تھے
محبت سے اُنھیں سرکار، راہِ راست پر لائے

جو زندہ بیٹیوں کو اپنی، ظالم دفن کرتے تھے
رہِ حق و صداقت پر اُنھیں سرکارؐ لے آئے

بجھی فارس کی آتش اور گرے کسریٰ کے کنگورے
محمد مصطفیٰؐ، توحید کا جب نظم لے آئے

پہنچ کر عرش پر، معراج کی شب میں شہِ والاؐ
نمازوں کی بڑی سوغات اُمت کے لئے لائے

شہِ دیںؐ نے غلاموں کو بھی بخشا تاجِ سلطانی
جو غرقِ بحرِ عصیاں تھے، بلندی پر اُنھیں لائے

مصائب ہر قدم جھیلے، نبیؐ نے حق کی راہوں میں
ہزاروں مشکلیں گویا وہ اپنے ساتھ ہی لائے

ترستا تھا زمانہ، ایک مُدّت سے ظفرؔ جن کو
مُرتّب ضابطے وہ زیست کے آقاؐ نے فرمائے

میسّر ہوں، شہِ بطحا کی شفقت کے جسے سائے
بھلا اُس رہروِ منزل پہ، حق کو کیوں نہ پیار آئے
جو خود آنکھوں سے اپنی گنبدِ خضرا کو دیکھ آئے
جہاں کے وہ کسی منظر کو، نظروں میں کہاں لائے
یہ دُنیا ہی بھلا کیا، اُس کی عقبیٰ بھی سُدھر جائے
شہِ والا کے مسکن کی زیارت جو بھی کر آئے
خُدا، اس راہرو پر، کیوں گلِ رحمت نہ برسائے
دلِ بیتاب لے کر جو مدینہ طیّبہ جائے
یہی ہے حسرت و ارماں، یہی ہے آرزو دل کی
رسولِ پاکؐ کے روضے پہ جا کے دم نکل جائے
زیارت ہو میسّر روضۂ اطہر پہ آقاؐ کی
بایں عنوان، دل کی بے قراری کو قرار آئے
دلِ مُضطر میں روز و شب، یہی ارماں مچلتے ہیں
خدا اپنے ظفرؔ کو بھی، مدینہ جلد بلوائے

شفیع المذنبیں ہو، رحمۃ للعٰلمیں تم ہو
تمھی خیر الوریٰ ہو اور ختم المرسلیں، تم ہو

تمہارے نُور سے پُر نور ہے، کونین کی محفل
تمھی شمعِ ہُدیٰ ہو، باعثِ دُنیا و دیں، تم ہو

مجھے احساس تک باقی نہیں اب اپنی ہستی کا
کچھ اِس صُورت سے میرے خانۂ دل میں مکیں تم ہو

تمھی کو یاد کرتا ہے، مجھے جو دیکھ لیتا ہے
کوئی مجھ سے نہیں اِتنا قریں، جتنا قریں تم ہو

تمہیں پا کر تو نعمت مِل گئی ہے ہر دو عالم کی
خوشا قسمت کہ میرے خاتمِ دل کے نگیں تم ہو

اندھیرے ہو گئے کافُور، بزمِ دہر سے یکسر
ضیا بخشی جہاں کو، جس نے وہ ماہِ مبیں تم ہو

جبیں والشمس کامل، زُلف واللّیلِ اِذا یغشیٰ
رسولِ پاکؐ، شرحِ نصِّ قرآنِ مُبیں، تم ہو

امانت ہے جو پوشیدہ، مشیّت کے خزانے میں
مرا ایمان یہ ہے، اُس امانت کے اَمیں تم ہو

ظفرؔ اِس کے سوا کیا کہہ سکے گا، شانِ اقدس میں
بِلاشک تاجدارِ اولینؐ و آخریںؐ، تم ہو

شہِ کون و مکاں، محبوبِ حق، نورِ خدا تم ہو
مرے آقا تمھیں ہو باعثِ تخلیقِ دو عالم
نبوّت کا کیا اتمام، تم پر حضرتِ حق نے
اندھیرے ہو گئے کافور جس سے کفر و باطل کے
امانت ہے جو پوشیدہ مشیت کے خزانے میں
تمہاری رفعتوں کا کیا ٹھکانا ہے شہِ والا

مرے آغاز میں سے عرش تک جلوہ نما تم ہو
مسیحا چارہ گر ہو، بیکسوں کا آسرا تم ہو
حقیقت میں جہاں کی ابتدا و انتہا تم ہو
امام المرسلیں ہو اور ختم الانبیا تم ہو
حقیقت میں رسالت کی وہ شمعِ پُر ضیا تم ہو
یقیناً اُس امانت کے امینِ باوفا تم ہو
وہاں جبریلِ قاصر ہے، جہاں جلوہ نما تم ہو

ظفر یہ حق نگر ہے، آئینہ دارِ حقیقت بھی
بلا شک اوّلین و آخریں کے مقتدا تم ہو

کونین کا بلند منارا، تمھی تو ہو
پُرکیف اور حسین نظارا، تمھی تو ہو

نظمِ جہاں کو، جس نے سنوارا، تمھی تو ہو
نادار و بیکسوں کا سہارا، تمھی تو ہو

فطرت کو، جس نے آکے نکھارا، تمھی تو ہو
قسمت کو جس نے آکے سنورا، تمھی تو ہو

غیروں کے ہر قدم پہ، رہِ حق میں عمر بھر
جس نے کئے ہیں ظلم گوارا، تمھی تو ہو

ہوگا تمھی کو اذنِ شفاعت بھی حشر میں
اُمّت کے عاصیوں کا سہارا، تمھی تو ہو

کونین جلوہ گر ہیں، تمہارے ہی نُور سے
فیضان نُورِ حق کا منارا، تمھی تو ہو

محشر میں ہو ظفر پہ نگاہِ کرم حضورؐ
اِس خستہ حال کا بھی سہارا، تمھی تو ہو

میرے دلِ حزیں کی تمنّا تمھی تو ہو
میرے ہجومِ شوق کا منشا، تمھی تو ہو

دونوں جہاں میں پاتا ہوں دارائی آپ کی
دونوں جہاں میں، اے مرے آقا، تمھی تو ہو

عرفانِ حق کی، جس سے جہاں میں ہے روشنی
وہ شمع پُر ضیائے مدینا، تمھی تو ہو

قرآنِ پاک، جس کا ہے آئینہ جمال
اُس جلوۂ حسیں کا سراپا، تمھی تو ہو

جس در پہ، خسروانِ جہاں، سرنگوں ہوئے
وہ تاجدارِ طیبہ و بطحا، تمھی تو ہو

ہیں ختم ذاتِ خاص پہ ساری فضیلتیں
خُلقِ عظیم حق کا نمونا، تمھی تو ہو

کونین جلوہ گر ہیں، تمہارے ہی نُور سے
فیضانِ نُورِ حق کا منارا، تمھی تو ہو

معراج میں تمھی کو، امامت ہوئی نصیب
سردارِ انبیاء، مرے آقا، تمھی تو ہو

چشمِ کرم ہو، اب ظفر خستہ حال پر
اُس کے سکونِ دل کا سہارا، تمھی تو ہو

ہیں کون و مکاں، جس پہ نازاں تمھی ہو
دو عالم کے جشنِ بہاراں، تمھی ہو

قیامت میں، حق کے ثنا خواں تمھی ہو
بھری بزم میں، جانِ جاناں، تمھی ہو

کتابِ ہدایت کا ہے متن قرآں
حقیقت میں تفسیرِ قرآں، تمھی ہو

ہوئے جن کے جلووں سے کونین روشن
وہ ماہِ مُبیں، شمعِ عرفاں، تمھی ہو

بہاروں کو جس کی، خزاں چھُو نہ پائے
وہ سروِ صفت اِک گلستاں، تمھی ہو

جسے حق نے عرشِ بریں پر بُلایا
خُدا کے مکرّم، وہ مہماں، تمھی ہو

ظفر مندی، جس کو ملی دو جہاں میں
مُکرّم، مُعظّم، وہ اِنساں، تمھی ہو

(۴)

پنہاں ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ
سر میں لیے پھرتا ہوں میں سودائے مدینہ

مسکن ہو مدینہ مرا یارب دمِ آخر
جاؤں لیے تربت میں تمنّائے مدینہ

مدّت سے ہے بیتاب مری چشمِ تمنّا
اے کاش تصوّر میں ہی آجائے مدینہ

ہے والیِ بطحا سے مجھے نسبتِ محکم
میں بھی ہوں دل و جان سے شیدائے مدینہ

ارمان شب و روز، مچلتے ہیں یہ دل میں
مسکن ظفرِ خستہ کا بن جائے مدینہ

محمدؐ کا عالی مقام اللہ اللہ
ہے عرشِ بریں پر قیام، اللہ اللہ

ہر اک سمت، کون و مکاں جگمگائے
جب آیا وہ ماہِ تمام، اللہ اللہ

فضاؤں پہ، رحمت کی چھائیں گھٹائیں
چلا اُس کا جس دم نظام، اللہ اللہ

مٹا ظُلم و شر، خیر آئی جہاں میں
جب آیا وہ خیرُ الانام، اللہ اللہ

مجھے عمر بھر یاد آتے رہیں گے
مدینے کے وہ صبح و شام، اللہ اللہ

بسا ہے ابھی تک بھی قلب و نظر میں
حرم کا حسیں وہ نظام، اللہ اللہ

پلائیں گے محشر میں ساقیِ کوثر
وہ اُمّت کو، کوثر کے جام، اللہ اللہ

ہوئے زخمی، اغیار کے پتھروں سے
وہ طائف میں خیرُ الانام، اللہ اللہ

رہے مثلِ ماہیِ بے آب آقا
پئے دینِ حق وہ مدام، اللہ اللہ

کیا بزم کونین میں حق نے اُونچا
ظفرؔ ذکرِ خیرُ الانام، اللہ اللہ

حاصل ہے مجھے قُربتِ سُلطانِ مدینہ
کافی ہے یہی، نسبتِ سُلطانِ مدینہ

طیبہ ہے تصوّر میں، کبھی گنبدِ خضرا
ہے وردِ زباں، مدحتِ سُلطانِ مدینہ

معراج کی شب، جلوہ نُما عرش بریں پر
اللہ رے یہ رِفعتِ سُلطانِ مدینہ

اے ارضِ مقدّس، ترے ذرّوں کے تصدّق
ہر ذرّہ ترا، جنّتِ سُلطانِ مدینہ

قدموں پہ ہوئی قیصر و کسریٰ کی جبیں خم
کس شان کی ہے سطوتِ سُلطانِ مدینہ

دربارِ خداوندی میں مقبول ہوئے وہ
جن کو بھی ملی، نسبتِ سُلطانِ مدینہ

دنیا میں تھی اُمّت پہ سرِ حشر بھی ہوگی
چشمِ کرم و شفقتِ سُلطانِ مدینہ

فرمانِ خداوند ہے، اِرشادِ محمدؐ
ہو کس سے بیاں عظمتِ سُلطانِ مدینہ

اِس اُمّتِ عاصی کے لیے، رُوزِ قیامت
کافی ہے ظفرؔ، نسبتِ سُلطانِ مدینہ

تجھ پہ قربان، دل و جان رسولِ عربیؐ
بس یہی ہے مرا، ارمان رسولِ عربیؐ

اتنا مجبورِ محبّت ہوں، کہ اکثر دِل میں
اُٹھ کے رہ جاتا ہے طُوفان رسولِ عربیؐ

آپؐ ہی اپنا مجھے کہہ کے پکاریں آقاؐ
میں تو محشر میں ہوں انجان رسولِ عربیؐ

جامِ کوثر ہو عطا، ساقیِ کوثر مجھ کو
اِک پیاسے کا ہے ارمان رسولِ عربیؐ

شوقِ دیدار مرا پُہنچا جنوں کی حد تک
ہے مرا چاک گریبان، رسولِ عربیؐ

ارضِ طیبہ میں، مجھے جلد بلا لو آقاؐ
ہند میں ہوں میں پریشان رسولِ عربیؐ

میں تو دنیا میں گنہگار ہوں سب سے بڑھکر
آپؐ امّت کے نگہبان رسولِ عربی

ہے ظفرؔ آپ کی اُمّت میں یہ ہے خوش بختی
یہ ہے اللہ کا احسان، رسولِ عربیؐ

سرورِ عالمؐ، پناہِ ماتوی — مرکزِ قلب و نگاہِ ماتوی
شمعِ روشن، شاہراہ ماتوی — رحمتِ حق، جلوہ گاہِ ماتوی
روز و شب گوئم بنامِ زندگی — بالیقیں شام و پگاہِ ماتوی
رونقِ عالم حبیبِ اِنس و جاںؐ — در دو عالم، خیر خواہِ ماتوی
ہادیِ برحق، شہِ کون و مکاں — در حقیقت خضرِ راہِ ماتوی
اے شفیع المذنبیں، خیر الانام — والیِ محشر، پناہِ ماتوی

صدرِ بزمِ مرسلیںؐ و محتشم
ایں ظفر گوید کہ شاہِ ماتوی

شہِ دو جہاں کی دل سے، مجھے جب بھی یاد آئی
بسرور و کیف و مستی، مری روح مسکرائی

وہی اُمتی ہے، جس نے شہِ دو جہاں کی خاطر
کبھی جان وقف کر دی، کبھی زندگی لٹائی

وہ جہاں پہ حاضری سے، رہے جبرئیل قاصر
ہوئی فخرِ دو جہاں کی، شبِ خاص واں رسائی

وہ جو رسمِ بت پرستی، تھی عرب کی سرزمیں پر
وہ عرب سے بت پرستی، سرکارؐ نے مٹائی

وہ جو لوگ دُور تر تھے، رہِ منزلِ وفا سے
ملی اُن سے گمرہوں کو شہِ دیں کی رہنمائی

بزمان لیلِ اسریٰ، شہِ دیں وہاں پہ پہنچے
وہ حریمِ ناز، حق نے سرِ عرش جو سجائی

شہِ دو جہاں کی مجھ کو، جو ملی ہے پاک نسبت
مری زندگی، ظفرؔ اک نیا انقلاب لائی

فیضِ نُورِ خدا ہیں، ہمارے نبیؐ
ہادی و رہنما ہیں، ہمارے نبیؐ

حق نگر، حق نُما ہیں، ہمارے نبیؐ
شمعِ نورِ ہُدیٰ ہیں، ہمارے نبیؐ

ہیں وہی وجہ تخلیقِ کون و مکاں
باعثِ دوسرا ہیں، ہمارے نبیؐ

کیا ٹھکانا ہے رِفعت کا، اُن کی بھلا
ماورالوریٰ ہیں، ہمارے نبیؐ

اُن کے القاب طٰہٰ و یٰسین ہیں
اور بدرالدُّجیٰ ہیں، ہمارے نبیؐ

زُلف واللّیل، والشمس کامل جبیں
مہ جبیں، مہ لقا ہیں، ہمارے نبیؐ

اُن کی عظمت کا، کیا ہو بیاں اے ظفرؔ
سیّد الانبیاءؑ ہیں، ہمارے نبیؐ

محمدؐ نے ہدایت کی، جہاں کو روشنی بخشی
عرب کے ریگزاروں کو، ردائے شبنمی بخشی

زباں غنچوں کو بخشی، اور کلیوں کو ضیا بخشی
بہارِ نوچمن کو، اور گلوں کو زندگی بخشی

وہ غنچے، جو غلامی کی ہواؤں سے پریشاں تھے
اُنھیں اِک حوصلہ بخشا، اُنھیں اک زندگی بخشی

وہ شاخیں، جن پہ مدّت سے کوئی پتّہ نہ آیا تھا
اُنھیں آبِ بقا دے کر، مکمّل زندگی بخشی

وہ ظالم، جو غریبوں پر ہمیشہ ظلم کرتے تھے
اُنھیں اِنسانیت کی ہر قدم پر روشنی بخشی

حقیقت میں، جو واقف ہی نہ تھے راہِ صداقت سے
اُنھیں حق آشنا کرکے، شعور و آگہی بخشی

پڑے تھے جو جہالت کے سبب قعرِ مذلّت میں
محمدؐ نے انھیں، علم و یقیں کی روشنی بخشی

جھکے قدموں پہ آ کے، اُن کے تاجِ قیصر و کسریٰ
شہِ دیں نے غلاموں کو وہ شانِ سروری بخشی

جہالت کے سبب، باہم جو ناحق خوں بہاتے تھے　　اُنھیں امن و سکوں بخشا، اُنھیں آسودگی، بخشی
حقیقت میں رسولِ پاک نے، شمعِ رسالت سے　　زمانے کو ہدایت کی مکمّل روشنی، بخشی

دیا وہ درس آ کے، رحمۃٌ للعالمینی کا
بعنوانِ ظفر مندی، متاعِ خسروی، بخشی

مُقتدر، مُفتخر ہیں ہمارے نبیؐ
مُحتشم، کِس قدر ہیں ہمارے نبیؐ

اُن کے قدموں پہ کِسریٰ و قیصر جھکے
محترم تاجور ہیں، ہمارے نبیؐ

ہیں وہ ختمِ رُسل، سرورِ انبیاؑ
حق کے محبوب تر ہیں، ہمارے نبیؐ

جن کے جلوؤں سے شمس و قمر ہیں خجل
وہ حسیں، خوب تر ہیں، ہمارے نبیؐ

اُن سے کونین میں کوئی افضل نہیں
یعنی خیر البشر ہیں، ہمارے نبیؐ

دعوتِ حق وہ لے کر جہاں میں پھرے
حق کے پیغامبر ہیں، ہمارے نبیؐ

راہِ حق میں ظفرؔ مند اور کامراں
اے ظفرؔ، کس قدر ہیں، ہمارے نبیؐ

۱۴

محمد مصطفیٰؐ ہیں شارحِ آیاتِ قرآنی
ہر اک نقشِ قدم اُن کا چراغِ راہِ عرفانی

محمدؐ کامل و اکمل ہیں اُن کی ذاتِ لاثانی
محمدؐ عظمتِ آدم ہیں، فخرِ نوعِ انسانی

شہادت برملا دیتی ہیں یہ آیاتِ قرآنی
کہ فرمانِ نبیؐ ہے بالیقیں فرمانِ ربّانی

محمد مصطفیٰؐ ہیں، باعثِ تخلیقِ دو عالم
وہی ہیں رحمۃٌ للعالمیں، محبوبِ سُبحانی

اُنھی کے نُور سے پُر نُور ہے کونین کی محفل
عمل کا آئینہ اُن کی درخشاں لوحِ پیشانی

وہ فیضِ نُورِ یزداں، آمنہ کی آنکھ کے تارے
یقیناً ان کی آمد ہے کرم بر نوعِ انسانی

فرشتے رہتے ہیں حاضر نبیؐ کے آستانے پر
کہ ہے سایہ فگن اُن پر ازل سے ظلِّ رحمانی

ہیں سُلطانِ دو عالمؐ، سرورِ دیں، عظمتِ آدم
کہ جبریلِؑ امیں کرتے ہیں اُن کے در کی دربانی

شہِ ہر دوسرا کی نعتوں کا کیا ٹھکانا ہے
کہ ہے دونوں جہاں میں اُن کی دارائی و سلطانی

محمد مصطفیٰؐ حق کی حریمِ ناز میں پہنچے
ہُوا معراج کی شب میں یہ اُن پہ فضلِ ربّانی

سرِ محشر ظفرؔ، اُس بھیڑ میں سرکارِ دو عالم
شفاعت کی بہم فرمائیں گے، اُمّت کو آسانی

جہانِ کون و مکاں میں آقا، کوئی بھی تجھ سا حسیں نہیں ہے
قریب تر جتنا حق سے تو ہے، کوئی بھی اِتنا قریں نہیں ہے
جمال جو تجھ کو حق نے بخشا، مثال اس کی کہیں نہیں ہے
یہ کیسے کہدوں کہ تیری اُلفت، قلوب میں جاگزیں نہیں ہے
بچشمِ خود تیرے آستاں پر، ہجومِ حور و ملک کو دیکھا
یہ کیسے کہدوں کہ تیرا روضہ، جوابِ خُلدِ بریں نہیں ہے
یہی ہے ایماں کی شرطِ اوّل، نبیؐ کی اُلفت ہو سب سے افضل
نہیں ہے مومن کبھی وہ کامل، کہ جس کا تجھ پر یقیں نہیں ہے
یہ تجھ کو بخشا ہے حق نے رُتبہ، کہ رحمتِ عالمین تو ہے
ترے سوا، انبیاء میں کوئی بھی، خاتم المرسلینؐ نہیں ہے
ضیائے نورِ ازل بسی ہے، ظفر ہمارے دل و نظر میں
یہ کیسے کہدوں کہ سرورِ دیںؐ، دل و نظر میں مکیں نہیں ہے

ثانی کوئی دُنیا میں محمدؐ کا نہیں ہے
یہ دل کا عقیدہ ہے، یہ آنکھوں کا یقیں ہے

وہ ختمِ رُسُل، شاہِ اُمم، سرورِ دیں ہے
یہ شان کسی اور پیمبرؑ کی نہیں ہے

وہ فرش نشیں ہے، تو کبھی عرش نشیں ہے
اللہ کے نزدیک ہے، بندوں کے قریں ہے

انوار سے کونین ہُوئے جس کے منوّر
وہ ماہِ مبیں گنبدِ خضرا کا مکیں ہے

قرباں ہوئی جاتی ہیں دو عالم کی بہاریں
یہ ارضِ مدینہ ہے، کہ فردوسِ بریں ہے

کیا کہنا ترا، باعثِ تخلیقِ دو عالم
غم خوار کہیں ہے تو طرفدار کہیں ہے

ہے رُوح کی تسکین بھی، آنکھوں کی ضیا بھی
وہ نورِ مجسّم جو ظفرؔ، دل میں مکیں ہے

پیغام صبا جا کے دینا یہ قرینے سے
کب تک میں رہوں آقا، اب دور مدینے سے

سرکارِ دو عالمؐ نے وہ حقّ و صداقت کا
پیغام دیا پیہم، دُنیا کو مدینے سے

ہو جلد نظارہ بھی، اب گنبدِ خضرا کا
منظور نہیں یارب دوری ہو مدینے سے

مِل جائے غُلامی گر سُلطانِ دو عالم کی
بہتر ہے یہی دولت شاہوں کے خزینے سے

فردوس کی نکہت بھی نازاں ہے بہت جس پہ
خوشبو وہ مہکتی ہے، آقا کے پسینے سے

بچ جائے گا وہ رہرو، ہر موجِ حوادث سے
پہنچے گا لبِ ساحل آقا کے سفینے سے

گر خاک مدینے کی مل جائے ظفرؔ مجھ کو
آنکھوں میں بسالوں گا، اس کو میں قرینے سے

مدینہ طیبہ اِک جلوہ گاہِ نُورِ یزداں ہے
اِسی ارضِ مقدّس سے مُرتّب بزمِ امکاں ہے

یہاں وہ نُور ہے مستور، جو شمعِ فروزاں ہے
یہاں کا ذرّہ ذرّہ، طُور ہے، بزمِ درخشاں ہے

یہاں پر باعثِ کون و مکاں ہے، نُورِ یزداں ہے
یہاں شاہِ اُمَم، فخرِ جہاں، فخرِ رسولاں ہے

خُوشا اے ارضِ بطحا، تجھ میں سُلطانوں کا سُلطاں ہے
یہ وہ در ہے کہ جبریلِ امیں بھی، جس کا دربان ہے

ملوں میں خاکِ طیبہ، اپنی آنکھوں سے وہاں جاکر
یہ میرے دل کی حسرت ہے، یہ میرے دل کا ارماں ہے

گنہگارانِ اُمّت کی شفاعت بالیقیں ہوگی
یہی میرا عقیدہ ہے، اِسی پر میرا ایماں ہے

ظفرؔ پھر رحمتِ یزداں کو مجھ پہ کیوں نہ پیار آئے
مِرے دستِ طلب میں سرورِ عالم کا داماں ہے

نسیم آج ، مدینے سے ہو کے آئی ہے
خزاں رسیدہ چمن میں، بہار لائی ہے

خوشی میں زیست ، بصد کیف مسکرائی ہے
مجھے جو گنبدِ خضرا کی یاد آئی ہے

حضورؐ آپ کا احساں ہے سارے عالم پر
جہاں کو آپ نے ہی راہِ حق دکھائی ہے

ضیا سے جس کی مٹی، کفر و شرک کی ظلمت
وہ شمعِ رُشد و ہُدیٰ ، آپ نے جلائی ہے

یہ واقعہ ہے مُسلّم کہ جہلِ اہلِ عرب
نبیؐ کے حُسنِ تدبّر نے ہی مٹائی ہے

وہ بت پرستی کا عالم، وہ لڑکیوں پہ ستم
یہ رسمِ بد بھی حضورؐ، آپ نے چھڑائی ہے

ہر ایک گام پہ ، دُشواریوں میں اپنی ظفرؔ
نبیؐ کی نسبتِ محکم ہی کام آئی ہے

نسیمِ صبحِ بہار شاید، ریاضِ بطحا سے آ رہی ہے
چمن بداماں ہے غنچہ غنچہ، کلی کلی مسکرا رہی ہے

بھرم نہ کھل جائے ضبطِ غم کا، شہِ مدینہ کرم خدارا
مصائبِ ہجر سہتے سہتے، لبوں پہ فریاد آ رہی ہے

حضورِ سلطانِ انبیاؐ کی نہ پوچھ یادِ حسیں کا عالم
یہی تو وجہِ سکونِ دل ہے، یہی تو پیہم ستا رہی ہے

جو سازِ اقرأ باسمِ ربّک سے زندگی نے صدا سنی تھی
وہ اب بھی کانوں میں آ رہی ہے وہ اب بھی دل میں سما رہی ہے

جو کوہِ فاراں پہ برق چمکی تھی بن کے سرچشمۂ ہدایت
وہ بھولے بھٹکوں کو آج تک بھی، چمک کے رستہ دکھا رہی ہے

تمہارے نقشِ قدم کی رفعت کا کیا ٹھکانا ہے شاہِ والا
جہاں پہ جبریلؑ بھی ہیں قاصر، وہاں کی عظمت بڑھا رہی ہے

اِدھر جہاں کے حسین جلوے، نظر کو گھیرے ہوئے ہیں پیہم
اُدھر مدینے کی آرزو بھی، ظفرؔ کے دل کو ستا رہی ہے

اُن کو محبوبِ کبریا کہئے　　اُن کو سردارِ انبیاء کہئے
یہ مُسلّم ہے برملا اُن کو　　وجہِ تخلیق دوسرا کہئے
میرے آقا ہیں شافعِ محشر　　اُن کو اُمّت کا آسرا کہئے
بن کے آئے وہ ہادیٔ کامل　　اُن کو عالَم کا رہنما کہئے
ہے شفا بخش، اسمِ پاکِ رسولؐ　　ہر مَرَض کی اسے دوا کہئے
یہ حقیقت ہے سارے نبیوں کا　　سرورِؐ دیں کو مُقتدا کہئے

اے ظفرؔ، جب ہو آپ کو توفیق
برملا نعتِ مصطفےٰؐ کہئے

امامِ انبیاؑ کہئے، حبیبِ کبریا کہیے
محمد مصطفٰےؐ کو برملا، خیرُ الوریٰ، کہیے

محمدؐ مصطفٰے کو، آپ ختم الانبیاء کہیے
اِسی فیضانِ نُورِ حق کو، محبوبِ خُدا، کہیے

اُنھیں خیرالوریٰ کہیے، شہِ ہر دوسرا کہیے
خُدا کے بعد جب وہ ہیں، پھر اُنکو اور کیا کہیے

اُنھی کے نُور سے پُرنُور ہے کونین کی محفل
اُنھیں ہر دو جہاں کی ایک شمعِ پُرضیا، کہیے

وہی نُورِ ازل ہیں، باعثِ تخلیقِ دو عالم
اُنھی کو اِبتدا، کہیے، اُنھی کو اِنتہا، کہیے

وہی ہیں رحمۃٌ للعالمینؐ و شافعِ محشر
گنہگارانِ اُمّت کا، اُنھی کو آسرا، کہیے

ہوئی اُن کی ولادت باسعادت ارضِ بطحا میں
مدینے کی زمیں کو مسکنِ خیرالوریٰ، کہیے

نبیؐ کا نام نامی، باعثِ تسکین و راحت ہے
نبیؐ کا نام سُن کر، مَرحَبا صَلِّ علیٰ، کہیے

ہوئے اُن کے ہی فیضِ نُور سے کون و مکاں پیدا
اُنھی کو باعثِ تخلیقِ بزمِ دوسرا، کہیے

ہمیں درکار ہے، ہر دم محمدؐ کی مسیحائی
ظفرؔ ہر درد کی نامِ محمدؐ کو دوا کہیے

اُمّت پہ نگاہِ شہِ ابرار، بہت ہے
رحم و کرم و شفقتِ سرکارؐ، بہت ہے

جو آپؐ کی امّت میں گنہگار، بہت ہے
وہ شخص، شفاعت کا بھی حقدار، بہت ہے

آقا کی زیارت، مجھے کیسے ہو میسّر
اُونچی غمِ حالات کی دیوار، بہت ہے

سرکارؐ کی سیرت نے ہمیں صاف بتایا
جنّت کے لیے راہ یہ ہموار، بہت ہے

اللہ کے جلووں کو اگر دیکھنا چاہو
سرکار کا آئینۂ کردار، بہت ہے

دنیا میں وہ غمخوار، تو عقبیٰ میں طرفدار
ہم پہ کرمِ سیّدِ ابرار، بہت ہے

لینا ہے ہمیں اُسوۂ احمدؐ سے یہاں کام
اُمّت کے لیے اُسوۂ سرکارؐ بہت ہے

ہو جلد مجھے گنبدِ خضرا کا نظارا
اب دل میں ظفرؔ حسرتِ دیدار، بہت ہے

۱۷

اہلِ دنیا ، سُکوں پا گئے جب رسولِ خدا آ گئے
اُن کے گیسو جو لہرا گئے چاند سورج بھی شرما گئے
جامِ وحدت ، عطا جو کیا لوگ پی کر شِفا پا گئے
نُسخۂ کیمیا وہ دیا جِس سے انساں سکوں، پا گئے
راہِ حق سے گریزاں جو تھے سارے اغیار بل ، کھا گئے
کُفر دنیا سے غارت ہوا آخری جب نبیؐ آ گئے
بُت گرے سر کے بل دفعتہً بن کے وہ بُت شِکَنؐ، آ گئے
پار اُمّت کی کشتی لگی بن کے وہ ناخدا، آ گئے
شاہِ دیں کی نظر سے ظفرؔ
راہزن ، راہ پر ، آ گئے

بہلا رہا ہوں دل کو خیالِ حضورؐ سے
آنکھیں بھی جلوہ گر ہیں، جمالِ حضورؐ سے

کوئی کہاں سے لائے گا، اُنکی بھلا نظیر
قاصر ہیں دو جہاں بھی، مثالِ حضورؐ سے

اِس بزمِ دہر میں، کوئی ایسا بشر نہیں
واقف نہ ہو سکا جو، کمالِ حضورؐ سے

بحرِ کرم و معدنِ جود و سخا حضورؐ
دشمن بھی بہرہ ور ہیں، منالِ حضورؐ سے

قدموں پہ خسروانِ جہاں، سرنگوں ہوئے
لرزاں تھے اہلِ جور، جلالِ حضورؐ سے

آئے جہاں میں بن کے سراجِ منیر آپؐ
شمس و قمر، خجل ہیں، جمالِ حضورؐ سے

روزِ حساب ہوں گے، ظفر یاب ہم ظفرؔ
صہبائے بے مثالِ زُلالِ حضورؐ سے

جب کبھی تذکرۂ فخرِ جہاں، ہوتا ہے
اُس گھڑی، صلِّ علیٰ، وردِ زباں، ہوتا ہے

جب کہیں، آپؐ کی سیرت کا بیاں ہوتا ہے
گلشنِ دل یہ مرا، رشکِ جناں، ہوتا ہے

سیرتِ پاک کے سانچے میں بشر کا ڈھلنا
بالیقیں کارگہِ شیشہ گراں، ہوتا ہے

کفر و الحاد کی، چھٹ جاتی ہے گھنگور گھٹا
کوہِ فاراں پہ وہ جب فخرِ جہاں، ہوتا ہے

کون ہے ساقیٔ کوثر کے سوا محشر میں
ماحیٔ تشنگیٔ تشنہ لباں، ہوتا ہے

جب گزرتا ہوں، مدینے کی گزرگاہوں سے
ہر قدم گنبدِ خضرا کا گماں، ہوتا ہے

ہے گرانمایہ وہ اک دولتِ پایندہ ظفرؔ
درد جو دل میں، محبّت کا نہاں ہوتا ہے

جب کہیں تذکرۂ ختمِ رسلؐ ہوتا ہے
گلشنِ دل کا ہر اک غنچہ کنول ہوتا ہے

جس کو ہو جاتی ہے، سرکارؐ سے نسبت کامل
یاد ہر آن، اُسے وقتِ اجل ہوتا ہے

دل سے جو رہتے ہیں، پابندِ شریعت ہر دم
مسئلہ اُن کا بس اک آن میں حل ہوتا ہے

جو بھی مر مٹتا ہے، سرکارؐ کی اُلفت میں بشر
سارے عالم میں وہی ضربِ مثل ہوتا ہے

پاؤں میں بندِ سلاسل ہوں، شریعت کے ظفرؔ
یہ ہی اللہ کے بندوں کا عمل ہوتا ہے

اُن کا روئے مُبیں، دیکھتے رہ گئے
سب حسیں، مہ جبیں، دیکھتے رہ گئے

شاہِ دیں کو، اِمامت کا رُتبہ مِلا
اور سبھی مرسلیں، دیکھتے رہ گئے

آپؐ معراج کی شب گئے عرش پر
اور رُوحُ الامیں، دیکھتے رہ گئے

آپؐ رب سے ملے، رِفعتِ عرش پر
سب جہاں تھے وہیں، دیکھتے رہ گئے

اُن کے کِردار کو، خُلق و ایثار کو
مُنکریں، مُشرکیں، دیکھتے رہ گئے

مُشرکیں، مُلحدیں، غزوۂ بدر میں
اُن کی فتحِ مبیں، دیکھتے رہ گئے

آپؐ نے حق سے بندوں کو ملوادیا
سب شیاطیں لعیں، دیکھتے رہ گئے

اپنے مقصد میں آقاؐ، ہوئے کامراں
اور اعدائے دیں، دیکھتے رہ گئے

مدحِ آقا کا، مجھ کو شرف جو ملا
اے ظفر حاسدیں، دیکھتے رہ گئے

جہاں ہر شب میں ہوتا ہے شبینہ، ہم بھی دیکھیں گے
کسی دِن جا کے وہ ارضِ مدینہ، ہم بھی دیکھیں گے

مدینہ حق نے پہنچایا، تو جا کے سبز گنبد پر
سکھایا جس نے جینے کا قرینہ، ہم بھی دیکھیں گے

حصولِ دولتِ کونین ہوتی ہے جہاں جا کر
وہ انوارِ الٰہی کا خزینہ، ہم بھی دیکھیں گے

گنہگارانِ اُمّت کا، شہِ دیں کی شفاعت سے
لگے گا پار محشر میں سفینہ، ہم بھی دیکھیں گے

جہاں پر بارشِ انوارِ حق پیہم برستی ہے
اُترتی ہے جہاں ہر دم سکینہ، ہم بھی دیکھیں گے

وہ جس پر نکہتیں فردوس کی بھی ناز کرتی ہیں
وہ محبوبِ الٰہی کا پسینہ، ہم بھی دیکھیں گے

ظفرؔ جو نُور، نبیوں کی جبینوں میں چمکتا تھا
وہی نُورِ ازل، روشن نگینہ، ہم بھی دیکھیں گے

حرم کی سرزمیں ، کتنی حسیں ہے
یہاں کا ذرّہ ذرّہ ، دِل نشیں ہے

فضا پرکیف ، منظر دل نشیں ہے
خوشا فردوس ، بر روئے زمیں ہے

شہِ دیںؐ ، مرجعِ کون و مکاں ہیں
کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہے

ہے اُس کی ذات پر ختمِ نبوّت
وہ نبیوںؑ میں ، اِمام المرسلیںؐ ہے

وہ جس پر ناز کرتی ہے مشیّت
وہی محبوبِ ربُّ العالمیں ہے

محبّت اور شاہِ بحر و بر کی
ہر اِک مومن کے دل میں جاگزیں ہے

بجز سرکارِ دو عُالم ، کسی کو
شرف معراج کا حاصل نہیں ہے

جب جہل کی تاریکی چھائی، جب ظلم کے بادل منڈلائے
جب بغض و عداوت جاگ اٹھی، جب باہم انساں ٹکرائے
کمزور پہ طاقت والوں نے، جب تیر مسلسل برسائے
جب جبر و تشدد حد سے بڑھا، تشریف محمدؐ لے آئے
- اخلاق کے موتی برسائے، کردار کے جوہر دکھلائے
دُنیا کو وفا کا درس دیا، آدابِ محبّت سکھلائے
آقاؐ نے شرابِ وحدت کا، رندوں کو عطا وہ جام کیا
توحید کا نعرہ گونج اٹھا، گمراہ ہدایت پر آئے
ظلمت کی گھٹائیں چھٹنے لگیں، ایمان کی شمعیں جلنے لگیں
امّت کے سروں پر بھی چھائے، رحمت کی گھٹاؤں کے سائے
تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کے چرانے والوں میں
سرکارؐ نے اپنی اُمّت کے، کیا گیسوئے قسمت سلجھائے
عورت کو مقامِ عظمت بھی، سرکارؐ دوعالم نے بخشا
مردوں کو حدوں میں مذہب کی، جینے کے طریقے سکھلائے
اعدا کے مظالم سہہ سہہ کر، ہر رنج و الم پر صبر کیا
سرکارؐ نے پتھر کھا کر بھی، گلہائے محبّت برسائے
سرکارؐ نے جلوہ فرما کر، دنیا کو ظفرمندی بخشی
ہر خفتہ دل بیدار کیا، اُلجھے ہوئے گیسو سلجھائے

خُدا کا دین ہوا، رُونما مدینے سے
چراغِ رُشد و ہدایت جلا مدینے سے

فروغِ ملّتِ بیضا ہوا مدینے سے
پیامِ حقّ و صداقت مِلا مدینے سے

فضا پہ بارشِ انوارِ حق کا منظر ہے
اُٹھی ہے رحمتِ حق کی گھٹا مدینے سے

بفیضِ رحمتِ عالم، تمام عالم کو
مِلا ہے منزلِ حق کا پتا مدینے سے

وہ جامِ بادۂ وحدت پلایا ساقی نے
کہ راہزن بھی بنے رہنما مدینے سے

مِلی ہے جب سے مجھے نسبتِ شہِ بطحا
خزینہ کون و مکاں کا ملا مدینے سے

سلام کہنا بصد احترام آقاؐ سے
ترا گزر ہو اگر، اے صبا مدینے سے

ہر ایک آنکھ تھی پُرنم، ہر ایک دل تھا ملول
روانہ قافلہ، جس دم ہوا مدینے سے

یہ بات اپنی جگہ پر ظفرؔ مُسلّم ہے
جہاں کو فیض میسّر ہوا مدینے سے

خدا ہی جانتا ہے، مرتبہ جو مصطفےٰ کا ہے
ثنائے سرورِ کونینؐ تو منصبِ خُدا کا ہے

عرب کے ریگزاروں کو بہارِ جاوداں بخشی
عظیم احسان یہ مخلوق پر خیر الوریٰ کا ہے

گرے تھے جو جہالت کے سبب قعرِ مذلّت میں
اُنھیں منزل دِکھانا کام محبوبِ خُدا کا ہے

مِلی کفر و ضلالت سے رہائی نوعِ انساں کو
کرم انسانیت پر یہ حبیبِ کبریا کا ہے

شبِ معراج پہنچے سرورِؐ دیں عرشِ اعظم پر
ظفرؔ یہ رُتبۂ عالی شہِ ہر دوسرا کا ہے

۴

دلوں پہ سرورِ عالم، شہِ دیں کی حکومت ہے
خُدا شاہد، جہاں میں ہر طرف آقا کی عظمت ہے

یہ قرآں، اہلِ تقویٰ کے لیے روشن ہدایت ہے
یقیناً حرفِ آخر، میرے آقاؐ کی رسالت ہے

جہاں کے گوشے گوشے میں محمدؐ کی شریعت ہے
یہی عین الیقیں ہے اور یہی بیّن حقیقت ہے

پلا کر بادۂ وحدت، کیا سرشار عالم کو
شریعت میں شہِ دیںؐ کی، محبت ہی محبت ہے

چلا تھا قتل کرنے جو اُنھیں ایمان لے آیا
رسالتؐ کا تصرّف ہے یہ اعجازِ نبوّت ہے

جہاں میں آئے آقاؐ، آخری پیغامِ حق لے کر
دلیل اِس کی مکمّل پشت پر مُہرِ نبوّت ہے

شبِ معراج میں آقاؐ، حریمِ ناز میں پہنچے
یہ محبوبِ خُدائے پاک کی کیا شانِ رفعت ہے

سلاطینِ زمانہ، جس کے قدموں پہ جھکے آکر
وہ سلطانِ دو عالم، پیکرِ خُلق و مُروّت ہے

محمّد مصطفےٰؐ نے گمرہوں کو راہ دکھلائی
حقیقت میں یہی سرکارؐ کا درسِ نبوّت ہے

محمّد مصطفےٰؐ ہیں، باعثِ تخلیقِ دو عالم
وُجودِ خلق سارا، میرے آقاؐ کی بدولت ہے

مُسلّم ہے یہ بات اپنی جگہ، عین حقیقت بھی
ہر اک مردِ مسلماں کو شہِ دیںؐ سے عقیدت ہے

ہمیں لازم ہے ہونا گامزن، آقاؐ کی سیرت پر
ہدایت کے لیے کافی، ظفرؔ آقاؐ کی سیرت ہے

زمیں سے آسماں تک روشنی معلوم ہوتی ہے
رُخِ احمدؐ کی یہ جلوہ گری، معلوم ہوتی ہے

جُھکا جاتا ہے، دل میرا جو تعظیم محبّت میں
مجھے آقا سے قربت ہوگئی، معلوم ہوتی ہے

زباں پہ میری، نامِ احمدؐ ذی شان کیا آیا
مری دُنیائے دل، بدلی ہوئی، معلوم ہوتی ہے

غلاموں کو بھی، تاجِ قیصری بخشا ہے آقا نے
یہ فیّاضی ہی، شانِ سرورؐی، معلوم ہوتی ہے

طلوعِ روشنی سے مطلعِ انوار ہے عالم
نبوّت کی یہ شمعِ آخری، معلوم ہوتی ہے

ہوئی ہے جب سے مجھکو نسبتِ خیرالورٰیؐ حاصل
مرے تاریک دل میں روشنی، معلوم ہوتی ہے

زیارت ہوگئی، تجھ کو کہیں کیا سرورِ دیں کی
ظفرؔ چہرے پہ تیرے زندگی، معلوم ہوتی ہے

سُرور و کیف کا عالم ہے، ذوقِ نعت خوانی ہے
ملائک کی جماعت میں بھی، ذکرِ شادمانی ہے

ثنائے سرورِ عالم، حیاتِ جاودانی ہے
یہ آقاؐ کی کہانی ہے، غلاموں کی زبانی ہے

ٹھہر سکتا نہیں، اِس کے مقابل، خرمنِ باطل
خوشا وہ دل، کہ جس میں نعت کا سوزِ نہانی ہے

اسے میں جسم کی رگ رگ میں پیوستہ سمجھتا ہوں
مرے سرکارؐ کی توصیف، خالق کی زبانی ہے

صدا رُوح الامینؑ کی گونجتی ہے اب بھی کانوں میں
حِرا کا مرحلہ، درسِ حیاتِ جاودانی ہے

سُرور و کیف پرور ہے، خطابِ سرورِ عالمؐ
مرے آقا کا ہر ارشاد، درسِ جاودانی ہے

نبیؐ کا تذکرہ، آٹھوں پہر میری زباں پر ہے
ظفرمندی کی نعتِ مصطفیٰؐ، زندہ نشانی ہے

کونین جلوہ گر ہیں جمالِ رسولؐ سے
دُنیا ہے فیضیاب، کمالِ رسولؐ سے

مہکے ہوئے ہیں، سیرتِ پاکیزہ کے گُلاب
سرمست ہو رہا ہوں، خیالِ رسولؐ سے

پائی جہاں نے، آپؐ کی سیرت سے روشنی
پھیلا ہے دینِ حق یہ، خِصالِ رسولؐ سے

ہے اُن کے فیضِ نُور سے روشن یہ کائنات
مہکے ہیں گل چمن میں، جمالِ رسولؐ سے

ہے نُور، اُن کے فیضِ درخشاں کا ہر طرف
روشن جہاں ہے سیرتِ آلِ رسولؐ سے

بوبکرؓ، عمرؓ و حضرتِ عثمانؓ اور علیؓ
سب تھے یہ باکمال، کمالِ رسولؐ سے

راہِ خُدا میں، ہوتی ہیں کتنی اَذیّتیں
پُوچھے یہ کوئی بات، بلالؓ رسولؐ سے

پہنچے حریمِ ناز میں، حق کی مرے حضورؐ
حیرت زدہ ہے خلق، کمالِ رسولؐ سے

کونین کی فضاؤں میں، جو گونج اُٹھے ظفرؔ
ایسی اذان سنیے، بلالِ رسولؐ سے

کیا نُور کا عالم ہے، کیا جلوہ نمائی ہے
کِس شان سے آقاؐ نے یہ بزم سجائی ہے

مطلوبِ خُدا بھی ہیں، محبوبِ خلائق بھی
آنکھ اُن کی تمنّائی، دِل اُن کا فِدائی ہے

جب سے شہِ والا کی نسبت ہے مجھے حاصل
دُنیا مری طالب ہے، مُشتاق خدائی ہے

ہستی مِری روشن ہے، الطافِ شہِ دیں سے
وہ دِل میں مَحبّت کی اِک شمع جلائی ہے

جس جا پہ پہنچنے سے جبریلؑ رہے قاصِر
سرکارؐ دوعالم کی، اُس جا پہ رسائی ہے

دربارِ جلالت ہے، پرسش ہے گناہوں کی
سرکارؐ کا محشر میں ہر شخص فِدائی ہے

اُس ذاتِ مقدّس پر سو جاں سے ظفرؔ قرباں
جس نے مِری خوابیدہ تقدیر جگائی ہے

لبوں پہ شہِ دیں کا نام آرہا ہے
بس اب یہ سہارا ہی کام آرہا ہے

جہاں خُود نگاہیں، جھکی جارہی ہیں
ادب کا وہ نازک مقام آرہا ہے

فرشتے بھی "صَلِّ عَلیٰ" کہہ رہے ہیں
تمام انبیاء کا امام آرہا ہے

اِدھر سے سلامِ غُلامانِ احمدؐ
اُدھر سے جوابِ سلام آرہا ہے

مدینے جو پہنچوں تو یہ شور اُٹھے
شہِ دوسرا کا غلام آرہا ہے

تمنّا ہے دم ارضِ بطحا میں نکلے
خیال اب یہ ہر صبح و شام آرہا ہے

کوئی کم صلہ ہے، یہ نعتِ نبیؐ کا
ظفرؔ، اُن کی محفل میں نام آرہا ہے

مجھے شاہِ بطحا کی یاد آرہی ہے
مِرے دِل کی دنیا لُٹی جارہی ہے

ہے دشوار جینا یہاں اب طبیعت
مدینے کی جانب کھنچی جارہی ہے

بجز خواہشِ دیدِ طیبہ کے یکسر
ہر اِک خواہشِ دِل مٹی جارہی ہے

یہ خُوش قسمتی ہے، نبیؐ کی محبّتؐ
لِئے سُوئے طیبہ چلی جارہی ہے

ظفرؔ آج پھر سبز گنبد کی جالی
مُسلسل مجھے یاد ہی آرہی ہے

۴

محبوبِ خُدا، خیرِ انام، اچھا لگے ہے
نبیوں میں رسولوں کا اِمام، اچھا لگے ہے

وہ ختمِ رُسُل، شاہِ اممؐ لیکے جو آیا
وہ حقّ و صداقت کا نِظام، اچھا لگے ہے

جو سرورِ عالمؐ نے دیا اہلِ جہاں کو
توحید و رسالت کا پیام، اچھا لگے ہے

جو بادۂ توحید پلائی شہِ دیںؐ نے
اُس بادۂ توحید کا جام، اچھا لگے ہے

کافر کی غُلامی سے مِلی جِس کو رہائی
وہ شخص محمّد کا غُلام، اچھا لگے ہے

جو رات میسّر ہوئی، سرکارؐ کے صدقے
اُس رات میں اُمّت کا قیام، اچھا لگے ہے

سرکارؐ کی طاعت سے ہی اُمّت ہے ظفر مند
سرکارؐ کی طاعت کا نِظام، اچھا لگے ہے

نشانِ لوح و قلم، عرش اور زمیں کے نہ تھے
فضا میں جلوے، کسی اور مہ جبیں کے نہ تھے

ہوئے ہیں آپؐ کے جلووں سے جو جہاں روشن
حضورؐ، آپ سے جلوے، کسی حسیں کے نہ تھے

عظیم آپ کا احساں ہے، نوعِ انساں پر
کرم یہ آپؐ نہ کرتے، تو ہم کہیں کے نہ تھے

جلائے رشد و ہدایت کے آپؐ نے ہی چراغ
وگرنہ دہر میں آثار تک، یقیں کے نہ تھے

قدم قدم پہ منافق وہ لوگ کہلائے
جو لوگ دل سے کبھی صادقِ امیں کے نہ تھے

خدا کا قہر و غضب، اُن ستم گروں پہ ہوا
دِل و زبان سے، جو ختمِ مرسلیں کے نہ تھے

ظفر یہ بات ہے، شق القمر سے آئینہ
کہ بڑھ کے آپؐ سے جلوے مہِ مُبیں کے نہ تھے

وہ خُلقِ مجسّم ہے، وہ ذات نرالی ہے
سُلطانِ دو عالم کی ہر بات، نرالی ہے

لائی ہے مدینے سے پیغام شہِ دیں کا
اے بادِ صبا تیری یہ بات، نرالی ہے

معراج کی شب لائے سرکار نمازوں کو
بندوں کے لیے رب کی سوغات، نرالی ہے

رحمت کی گھٹا بن کر، طیبہ پہ برستی ہے
اُس ارضِ مقدّس کی برسات نرالی ہے

مہمان ہوئے آقاؐ، جب عرشِ مقدّس پر
اُس رات کا کیا کہنا، وہ رات نرالی ہے

ہر شب میں ہر اک لمحہ، امّت کے لیے رونا
آقاؐ کی عبادت کی ہر رات، نرالی ہے

اربابِ سخن سُن کر، رقصاں ہیں سرِ محفل
تیری یہ ظفرؔ، طرزِ نغمات، نرالی ہے

ہے تمنّا نبیؐ کے نگر جائیں گے
اُس مقدّس زمیں پر ہی مرجائیں گے

ارضِ طیبہ میں پہنچایا حقؔ نے اگر
اپنے بگڑے مُقدّر سنور جائیں گے

طوق گردن میں اُن کی غُلامی کا ہے
پھر کہاں چھوڑ کر اُن کا در جائیں گے

اے خُدا جلد پُہنچا مدینہ ہمیں
ورنہ ہجرِ نبیؐ میں ہی مرجائیں گے

ہم اگر اُن کی سنّت پہ قائم رہے
ہر مقامِ الم سے گزر جائیں گے

ذوقِ حسّانؓ ربّ نے عطا جو کیا
بابِ مدحت میں کچھ رنگ بھر جائیں گے

حشر میں پُر خطر راستوں سے ظفرؔ
مثلِ بادِ صبا ہم گزر جائیں گے

زمیں، آسماں، چاند تاروں میں چمکے
فضاؤں کے دلکش نظاروں میں چمکے
سمندر میں اور آبشاروں میں چمکے
بلاخیز طوفاں کے دھاروں میں چمکے
خزاں کو مٹاکر بہاروں میں چمکے
وہ تنہا تھے لیکن ہزاروں میں چمکے
وہ دشت و دمن کوہساروں میں چمکے
محمدؐ عظیم، آبشاروں میں چمکے
عرب کے حسیں ریگزاروں میں چمکے
نشاط آفریں مرغزاروں میں چمکے
صداقت کی سب رہگزاروں میں چمکے
وہ تنہا تھے، لیکن ہزاروں میں چمکے
وہ ہادیٔ برحق، وہ خضرؑ و مسیحاؑ
وہ نادار و بیکس کے ماویٰ و ملجا
ہوا جن سے ظلمت کدوں میں اُجالا
بنے اپنی اُمّت کا محکم سہارا

نبیؐ بیکس و غم کے ماروں میں چمکے
وہ تنہا تھے، لیکن ہزاروں میں چمکے

وہ لائے جہاں میں نظامِ منظم
زمانے کے سلجھائے گیسوئے برہم

وہ اُمّی لقب، رحمتِ ہردو عالم
مُعلّمِ جہاں کے مُعظّم، مُکرّم

کلامِ الٰہی کے پاروں میں چمکے
وہ تنہا تھے، لیکن ہزاروں میں چمکے

تھے اُمّی لقب وہ، مگر سب سے اَعْلَمْ
سبھی انبیاءؑ اُن سے منصب میں تھے کم

رہا روز و شب، اُن کو اُمّت کا ہی غم
سہارا وہی حشر میں ہوں گے محکم

وہ غم خوار تھے، غم کے ماروں میں چمکے
وہ تنہا تھے، لیکن ہزاروں میں چمکے

وہ اغیار کے زخم سینے پہ کھاتے
گئے کلمۂ حق کو طائف سُناتے

گئے راہِ حق، سرورِؐ دیں دکھانے
وہ انصاف پر، ظلم سے داد پاتے

جفا کاروں کی رہ گزاروں میں چمکے
وہ تنہا تھے، لیکن ہزاروں میں چمکے

نہ آیا قریں ، اُن کے ہمدرد کوئی
کسی نے ذرا بھی نہ کی اشک شوئی
بجز حق کے اُن کا نہ تھا اور کوئی
پڑی تھی یہ مخلوق غفلت میں سوئی
نبیؐ اُن ہی غفلت شعاروں میں چمکے
وہ تنہا تھے، لیکن ہزاروں میں چمکے

نہ کونین میں اُن سے کوئی ہے بہتر
ہیں نبیوںؑ کے سردار ، حق کے پیمبرؐ
جہاں میں ہوا ، اُن کا پیدا نہ ہمسر
جھکے اُن کے قدموں پہ کسریٰ و قیصر
زمانے کے سب تاجداروں میں چمکے
وہ تنہا تھے لیکن ہزاروں میں چمکے

ظفر اس نبیؐ پر ہے ایمان میرا
دلوں پر ہے مضبوط تر ، جس کا ڈیرا
مٹا کفر کا جس کی ضوٗ سے اندھیرا
ہُوا بزمِ ہستی میں روشن سویرا
مساجد کے اونچے مناروں میں چمکے
وہ تنہا تھے، لیکن ہزاروں میں چمکے

ہوئے ہیں کونین جس سے روشن، وہ ماہِ تاباں حجاب میں ہے
نثار جس پہ ہے سارا عالم ، وہ جانِ جاناں نقاب میں ہے
ہے کس کی تاب و تواں بھلا یہ، کرے جو توصیف اُس نبیؐ کی
کہ ذکرِ محمود جس نبیؐ کا ، خُدا کی روشن کتاب میں ہے
عبادتِ رب ، نبیؐ کی طاعت، سبھی پہ لازم ہے اس جہاں میں
نہ مانا جس نے یہ حکمِ محکم، وہ بندہ حقؔ کے عتاب میں ہے
رہیں گے دارین میں سدا خوش، نبیؐ کے شیدائی اور فدائی
ملے گی آسودگی اُنہی کو ، اُنھی کے جنّت، حساب میں ہے
بیان کی ہے، خُدا نے جس کی صفت سراجِ منیر کہہ کر
وہ ارضِ طیبہ میں سبز گنبد کی آڑ لے کر، نقاب میں ہے
وہ چاند جس نے عرب کا صحرا، چمک کے رشکِ جناں بنایا
وہ نُورِ یزداں ، وہ شمعِ عرفاں، وہ ماہِ تاباں سحاب میں ہے

دلیلِ محکم ہے، اور مُبرہن، کہ قولِ احمدؐ ہے، قولِ یزداں
کہا زباں سے جو آپ نے وہ، بیان حق کی کتاب میں ہے
نہاں ہیں اُن کے سخن میں کیا کیا، دقیق گوشے، عمیق پہلو
کسے میسّر ہے کیف وہ جو، رسولِ حق کے خطاب میں ہے

❊ جہاں میں ہر سُو ہے نام اُن کا، بلند تر ہے مقام اُن کا ❊
❊ نہیں ظفرؔ کوئی اُن کا ہمسر، نہ کوئی اُن کے جواب میں ہے ❊

اے شہِ کون و مکاں، فخرِ رسل، خیر الوریٰ
خاتمِ پیغمبراں، اے رحمتِ ربُّ العُلا

تو نے کی روشن جہاں میں، مشعلِ رُشد و ہُدیٰ
آبلہ پائی سے گلشن، تُو نے صحرا کو کیا

رہزنوں کو تُو نے قوموں کا بنایا رہنما
تو نے اُن مردہ دِلوں کو، کی مسیحائی عطا

تو نے بخشا ہے، غلاموں کو بھی تاجِ قیصری
شانِ فیّاضی کا تیری، ہر طرف چرچا ہوا

یہ مسلّم ہے رہِ حق و صداقت میں سدا
ہر گھڑی تھا تیرے سر پر سایۂ فضلِ خدا

آخرش ہو کر رہا وہ شخص بھی تیرا غلام
عزم جو لے کر چلا تھا، گھر سے تیرے قتل کا

فخرِ دو عالمؐ، شہِ دنیا و دیں کا اے ظفرؔ
ہر قدم پر خیر مَقدَمؐ، کامرانی نے کیا

رحمتِ یزداں، شہِ کون و مکاں، فخرِ جہاں
خضرِ منزل، عظمتِ آدم، مسیحائے زماں

باعثِ تخلیقِ دو عالم، اِمام الانبیاء
زینتِ بزمِ جہاں، اے خاتمِ پیغمبراں

اپنے فیضِ نور سے، حق نے تجھے پیدا کیا
تیرے فیضِ نور سے، پیدا ہوئے کون و مکاں

آپؐ فرمائیں گے، محشر میں شفاعت بالیقیں
اے شفیعِ عاصیاں، اے رحمتِ ہر دو جہاں

صاف ہے، کتنی وضاحت سے کلامِ پاک میں
کرتا ہے تعریف تیری، خود خدائے دو جہاں

آپؐ سے پہلے تھی، ظلمت کی گھٹا چھائی ہوئی
آپؐ کی آمد پہ، یہ روشن ہوا سارا جہاں

آتشِ فارس بجھی، کسریٰ کے کنگورے گرے
بُت ہوئے اوندھے سبھی، رخصت ہوئی باد خزاں

آپؐ سے پہلے، اِک عرصہ تک چلا باطل نظام
آپؐ نے آ کے سنوارے، گیسوئے بزمِ جہاں

فضلِ حق تھا، سایہ افگن، سر پہ آقاؐ کے ظفر
جس کے باعث، آپؐ تھے، مقصد میں اپنے کامراں

رحمتِ ہر دو جہاں، فخرِ رُسُل، شاہِ زمن
ہیں فدا، تجھ پر مرے قلب و جگر، یہ جان و تن

تو نے عالم کو دیا، درسِ شعور و آگہی
علم و عرفاں کی سجائی، تو نے آ کے انجمن

ہے مرے آقا، تو میرے خانۂ دل میں مکیں
میں بہر ساعت، تری اُلفت میں رہتا ہوں مگن

ہے ہر اک مومن کے دل میں تیری اُلفت جاگزیں
ذکر ہے عالم میں تیرا، انجمن در انجمن

ہے جہاں میں ہر طرف تیری ہی مدحت کا ظہور
ہے اذانوں میں بھی تیرا ذکر، اے شاہِ زمن

مشکلیں آئیں رہِ حق و صداقت میں مگر
تیری نسبت سے ہوئے کافور سب رنج و محن

ہے تمنّا، سرورِ عالمؐ کی مدحت میں ظفرؔ
حضرتِ حسّانؓ سا، مجھ کو ملے ذوقِ سخن

اے شفیع المذنبیں، اے رحمۃٌ للعٰلمیں
تُو نے کی روشن جہاں میں شمعِ ایمان و یقیں

ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، تیری جلوہ ریزیاں
تیری ہی مرہونِ منّت ہے، عرب کی سرزمیں

تجھ کو پا کر، دولتِ کونین حاصل ہے مجھے
ہے بایں نسبت تو میرے خاتمِ دل کا نگیں

دیکھ لیتا ہے مجھے جو یاد کرتا ہے تجھے
تیری جلوہ ریزیاں ہیں، خانۂ دل میں مکیں

تجھ کو بخشا ہے، مشیّت نے عجب حسن و جمال
بالیقیں کونین میں کوئی نہیں تجھ سا حسیں

قُرب وہ تجھکو میسّر ہے خدائے پاک کا
کوئی بھی تیرے سوا، حق کے نہیں اتنا قریں

قبل بعثت اے شہِ دنیا و دیں، فخرِ رُسُل
کہتے تھے سب اہلِ مکّہ، تجھکو صادق اور امیں

مردِ مومن، جو تری سُنّت پہ ہوگا گامزن
ہے یقیں کامل، وہ ہوگا، داخلِ خلدِ بریں

ہو ظفرؔ عاصی، لوائے الحمد کے سایہ تلے
ہو شفاعت حشر میں، اِس کی شفیع المذنبیںؐ

اے شہِ کون و مکاں، پُر نور، خاصانِ رسولؐ
گنبدِ خضرا پہ لایا ہوں، عقیدت کے میں پھول
اپنی آنکھوں کے لیے، سُرمہ بنالوں گا اُسے
کاش مِل جائے، مدینہ طیبہ کی مجھ کو دُھول
ہے محبّت آپؐ کی، جب خانۂ دِل میں مکیں
کوچۂ فانی سے پھر یہ دل لگانا ہے فضول
لے کے آئے آپ ہی دُنیا میں دستورِ حیات
آپؐ نے سمجھائے آکے، زِندگانی کے اصول
مُشکلیں آتی تھیں راہِ حق میں اکثر اے حضورؐ
آپؐ گھبرا کر، مصائب سے نہ ہوتے تھے ملول
جو پھرے گا سرورِ عالمؐ کی طاعت سے اُسے
ہو نہیں سکتا، کبھی رب کی محبّت کا حصول

❊ بادۂ وحدت کو پی کر، اہلِ باطل نے ظفرؔ ❊
❊ آپؐ کے دستِ مُبارک پر کیا حق کو قبول ❊

فخرِ دو عالمؐ، محمد مصطفیٰؐ، خیر الوریٰ
شافعِ محشر، شہِ کونین، محبوبِ خُدا

رحمۃٌ للعٰلمیں، ختمِ رُسل، شاہِ اُمم
تُو نے کی روشن جہاں میں مشعلِ رشد و ہُدیٰ

تیری آمد، باعثِ تخلیق دو عالم ہوئی
تجھ کو حق پیدا نہیں کرتا، تو پھر کچھ بھی نہ تھا

ہے قلم عاجز کرے، تیری رقم عالی صفات
حق نے تجھکو پیار سے یٰسین اور طٰہٰ کہا

ہیں مزمّلؐ اور مُدثّرؐ، خوب تر تیرے یہ نام
ہے رُخِ زیبا ترا، شمس الضحیٰ، بدر الدُّجیٰ

روک دی اللہ نے، اُس رات نبضِ کائنات
تُو ہوا معراج کی شب، عرش پر جلوہ نُما

پاک ہے اُسوہ ترا، اے پیکرِ خُلقِ عظیم
مظہرِ کردار ہے تُو، معدنِ جُود و سخا

مُعجزہ شقُ القمر کا ہے ترا، سب پر عیاں
جس کے باعث سارے عالم میں ترا چرچا ہوا

❊ ہر قدم پر تجھ کو عالم میں ظفر مندی ملی ❊
❊ مرتبہ تجھ کو رسولوںؑ کی، امامت کا ملا ❊

ختمِ نورِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام

فخرِ عالم کی عظمت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ شان و شوکت پہ لاکھوں سلام

عرشِ پر حق نے بُلوایا معراج میں
اُس پیمبرؐ کی رِفعت پہ لاکھوں سلام

حشر کے دن ہیں، محکم سہارا وہی
اُس رسولؐ شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس کی اُمّت پہ شفقت رہی عمر بھر
اُس نبیؐ کی محبّت پہ، لاکھوں سلام

خلق کو جس نے خالق سے ملوا دیا
اُس نبیؐ کی عنایت پہ لاکھوں سلام

خُلق کے جس نے برسائے لعل و گہر
اُس نبیؐ کی سخاوت پہ لاکھوں سلام

جس سے اہلِ فصاحت بھی شرما گئے
اُس نبیؐ کی بلاغت پہ لاکھوں سلام

جس کے قدموں پہ کسریٰ و قیصر جھکے
اُس پیمبرؐ کی عظمت پہ لاکھوں سلام

جس نے اُنگلی سے ٹکڑے کیے چاند کے
اُس نبیؐ کی شجاعت پہ لاکھوں سلام

رحمتِ دو جہاں، ختمِ پیغمبراںؑ
اُس پیمبرؐ کی عظمت پہ لاکھوں سلام

ہوش جس نے رُکانہ کے گم کر دئے
اُس نبیؐ کی شجاعت پہ لاکھوں سلام

بن کے آیا، جو محبوبِ حق دہر میں
اُس نبیؐ کی کرامت پہ لاکھوں سلام

قول ہے جس کا "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" ظفرؔ
اُس نبیؐ کی قناعت پہ لاکھوں سلام

دُرود اس رحمتِ ہر دو جہاں، فخرِ رسولاں پر
سلام اس باعثِ کون و مکاں و نورِ یزداں پر

دُرود اُس بدرِ کامل، نُورِ حق و شمعِ یزداں پر
سلام، اُس مشعلِ رشد و ہدیٰ، مہرِ درخشاں پر

دُرود اس پر، جو آیا بیکسوں کا آسرا بن کر
سلام، اُس پر جو آیا گمرہوں کا رہنما بن کر

دُرود اُس منبعِ حلم و صفا، ذاتِ مکرّم پر
سلام اُس پیکرِ مہر و وفا، خُلقِ مجسّم پر

دُرود اس پر جو غیروں کے جفا و جور سہتا تھا
سلام اُس پر ستم سہ کر بھی جو خاموش رہتا تھا

دُرود اُس پر کہ جس نے دشمنوں کو بھی اماں بخشی
سلام اُس ذات پر جس نے متاعِ بیکراں بخشی

دُرود اُس پر جو بن کے رحمتِ ہر دو جہاں آیا
سلام اُس پر جو بن کے زینتِ کون و مکاں آیا

دُرود اُس پر جو پیغامِ حیاتِ جاوداں لایا
سلام اُس پر مشیّت کا جو بن کے رازداں آیا

دُرود اُس پر جو بن کے سارے نبیوں کا اِمام آیا
سلام اُس پر جو لے کر زندگانی کا نظام آیا

دُرود اُس پر کہ جس نے پرچمِ حق آ کے لہرایا
سلام اُس پر کہ جس نے دینِ حق ہر سمت پھیلایا

دُرود اُس پر ظفرؔ جو آخری پیغام حق لایا
سلام اُس پر مُرتّب کرنے جو دیں کا نظام آیا

سلام اُس آمنہ کے لعل، اُس محبوبِ یزداں پر
سلام اُس رحمتِ ہر دو سرا ختمِ رسولاں پر

سلام اُس نورِ حق، نورِ ازل، شمعِ فروزاں پر
سلام اُس پیکرِ صدق و صفا، مہرِ درخشاں پر

سلام اُس پر کہ جس کا قول توحید و رسالت تھا
سلام اُس پر جو پیکر تھا امانت کا صداقت کا

سلام اُس پر، سبق جس نے دیا خُلق و مُروّت کا
سلام اُس پر نشاں جس نے مٹایا جہل و ظلمت کا

سلام اُس پر جو بن کے بیکسوں کا آسرا آیا
سلام اُس پر، جو بن کے گمرہوں کا رہنما آیا

سلام اُس پر کہ جس پر ظالموں نے سنگ برسائے
سلام اُس پر کہ جس کے قتل کو مکّہ کے لوگ آئے

سلام اُس پر کہ جس نے عفو کیں، مجرم کی تقصیریں
سلام اُس پر کہ عالم کی بدل دیں جس نے تقدیریں

سلام اُس منبعِ حلم و صفا، ہادی کامل پر
سلام اُس پر، جو لایا گمرہوں کو راہِ منزل پر

سلام اُس پر کہ جس نے گمرہوں کو راہ دکھلائی
سلام اُس پر، کہ جس سے ظلمتوں نے روشنی پائی

سلام اُس پر جو پیہم ظالموں کے ظلم سہتا تھا
سلام اُس پر جو ستم پر جو دعائے خیر دیتا تھا

سلام اُس پر کہ جس نے آتشیں زنجیر کو توڑا
سلام اُس پر کہ جس نے خلق کا خالق سے دل جوڑا

سلام اُس پر بہائے جس نے دریا مہر و اُلفت کے
سلام اُس پر طریقے جس نے سکھلائے اُخوت کے

سلام اُس پر جھکے قدموں پہ جس کے قیصر و کسریٰ
سلام اُس پر ہوئے آمد پہ جس کی بتکدے رُسوا

سلام اُس پر، غلاموں کو بھی جس نے برتری بخشی
سلام اُس پر عدو کو جس نے شانِ سروری بخشی

سلام اُس پر کہ قاتل کے لیے جس نے ردا رکھدی
سلام اُس پر پئے حق جس نے تسلیم و رضا رکھدی

سلام اُس منبعِ جُود و کرم خُلقِ مجسّم پر
سلام اُس محرمِ صدق و صفا، ذاتِ مکرّم پر

سلام اُس پر، دکھائی راہ جس نے کامرانی کی
سلام اُس پر، عطا جس نے جہاں کو شادمانی کی

سلام اُس پر کہ جس نے ظلمتوں کو روشنی بخشی
سلام اُس پر کہ جس نے رہنوں کو رہبری بخشی

سلام اُس پر کہ جس نے کمتروں کو برتری بخشی
سلام اُس پر غلاموں کو بھی جس نے سروری بخشی

سلام اُس پر، جو اُمت کے لیے بیتاب رہتا تھا
سلام اُس پر جو مثلِ ماہیِ بے آب رہتا تھا

سلام اُس پر، پئے حق جو جفا و جور سہتا تھا
سلام اُس پر جو کھا کر زخم بھی خاموش رہتا تھا

سلام اس پر جو اُمت کے لیے راتوں کو روتا تھا
سلام اُس مضطرب پر، جو کسی کروٹ نہ سوتا تھا

سلام اُس پر، جو بن کے رحمۃٌ لِلعالمیں آیا
سلام اُس پر جو اپنے ساتھ قرآنِ مُبیں لایا

سلام اس ذات پر "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" جس نے فرمایا
سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا تھا جس کا سرمایا

سلام اس پر کہ جینے کا طریقہ جس نے سکھلایا
سلام اُس پر جو بے چاروں کا بن کر چارہ گر آیا

سلام اُس پر کہ جس نے چاند کو دو نیم فرمایا
سلام اُس پر کہ جس نے معجزہ یہ صاف دکھلایا

سلام اُس پر شبِ معراج جس کو حق نے بلوایا
سلام اُس پر نمازوں کا جو تحفہ ساتھ میں لایا

سلام اُس باعثِ کون و مکان و نُورِ یزداں پر
سلام اُس عظمتِ آدم و فخرِ نوعِ انساں پر

سلام اُس پر نشاں، جس نے مٹایا کُفر و ظلمت کا
سلام اُس پر دِکھایا راستہ جس نے ہدایت کا

سلام اُس پر کہ جس نے کی رسولوں کی مسیحائی
سلام اُس پر کہ ہے دونوں جہاں میں جس کی دارائی

سلام اُس پر، جو محشر میں شفیع المذنبیں ہوگا
سلام اُس پر جو اُمت کا طرفدار و امیں ہوگا

سلام اس پر لِوَاُ الْحَمْدُ، جس کے ہاتھ میں ہوگا
سلام اُس پر ہجومِ خلق، جس کے ساتھ میں ہوگا

سلام اُس پر لِوَاُ الْحَمْدُ ہوگا جس کے ہاتھوں میں
سلام اُس پر حسابِ اُمت کا ہوگا جسکے ہاتھوں میں

سلام اُس پر جو محشر میں سبھی کے کام آئے گا
سلام اُس پر جو اُمت کو خدا سے بخشوائے گا

سلام اُس پر جو اپنے دشمنوں پر بھی ترس کھائے
سلام اُس پر کہ جس نے قیدیوں کے بند کھلوائے

سلام اُس پر کہ جس نے روز و شب حق کی صدائیں دیں
سلام اُس پر کہ جس نے دشمنوں کو بھی دُعائیں دیں

سلام اُس پر ظفرؔ جو بن کے محبوبِ خدا آیا
سلام اُس پر جہاں نے جس سے حق کا راستہ پایا

انتخاب

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۴)

(ترجمہ) "اور بیشک آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق و ملکات پر آپؐ کو پیدا فرمایا، کیا دیوانوں میں ان اخلاق و ملکات کا تصور کیا جا سکتا ہے؟ ایک دیوانے کے اقوال و افعال میں قطعاً نظم و ترتیب نہیں ہوتی، نہ اس کا کلام اس کے کاموں پر منطبق ہوتا ہے، برخلاف اس کے آپؐ کی زبان قرآن ہے اور آپؐ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی، جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپؐ میں فطرتاً موجود اور جس بدی و زشتی سے روکتا ہے آپؐ طبعاً اس سے نفور و بیزار ہیں۔ پیدائشی طور پر آپؐ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپؐ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حدِ تناسب و اعتدال سے ایک انچ اِدھر اُدھر ہٹنے نہیں پاتی۔ آپؐ کا حُسنِ اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ جاہلوں اور کمینوں کے طعن و تشنیع پر کان دھریں، جس شخص کا خُلق اس قدر عظیم اور مطمحِ نظر اتنا بلند ہو بھلا وہ کسی مجنون کے مجنون کہہ دینے پر کیا التفات کرے گا۔ آپؐ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے جس کی بدولت "لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ" (الکہف: ۶) (سو شاید آپؐ ان کے پیچھے غم سے اپنی جان دیدیں گے) کا خطاب سننے کی نوبت آئی تھی۔ فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے عظیم پہلو یہ ہے کہ آدمی دُنیا کی ان حقیر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوندِ قدوس کی عظیم ہستی سے غافل نہ ہو، جب تک یہ چیز قلب میں موجود رہے گی تمام معاملات عدل و اخلاق کی میزان میں پورے اُتریں گے۔

بعض حکماء کا قول ہے: "تم مخلوق کے ساتھ تو اخلاق سے پیش آؤ مگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ صداقت کا معاملہ رکھو۔" (مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

پُر وَر و نشاط آفریں

نعتیہ مجموعۂ کلام

"نعتیہ کلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیک وقت دِل و دماغ دونوں کو مسرُور کرتا ہے، پھر ایک طرف شاعر اپنے نبیؐ کی محبّت میں، اپنے دل کی کیفیت کی ترجمانی کرنا چاہتا ہے، دوسری طرف سامعین اس کو اپنے اپنے دِلوں کی ترجمانی سمجھتے ہیں اور اسی طرح یہ روحانی یعنی دین کی ایک کیفیت بَن جاتی ہے ـــــ پیشِ نظر ایک کُہنہ مشق و قدیم روایات کے حامِل، باذَوق و باصلاحیت قادر الکلام شاعر، مولانا سیّد عبد العزیز صاحب قاسمی، ظفرؔ جنکپُوری کا نعتیہ مجموعۂ کلام "خُلقِ عظیم" ہے، جو موصوف کے دِل کی دھڑکن سے تخلیق ہوکر، صفحاتِ قرطاس پر جلوہ نما ہے ـــــ راقم الحروف بہ صمیم قلب دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے اِس کیف پَرور و نشاط آفریں مجموعۂ کلام کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔"

حضرت مولانا سیّد محمّد رابع الحسنی الندوی مدظلہٗ
ناظِم ندوۃ العلماء لکھنؤ و صدر آل انڈیا مُسلم پرسنل لا بورڈ